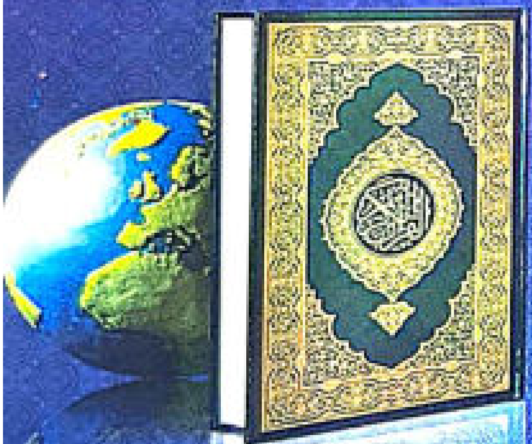
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَّذِینَ اٰتَینٰھُمُ الکِتٰبَ یَتلُونَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤمِنُونَ بِہٖ ؕ

قرآن پاک کی خدمت کیلئے بیش بہا قیمتی نصائح سے بھرپور انمول تحفہ



# اُسوَۃُ المُعَلِّمِین



قاعدہ، ناظرہ

اور تجوید کے مدرسین

کے لیے رہنما اُصول

تالیف


(مولانا) ابوشعیب محمد اصغر خان (فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی)

مرکزی معلم تربیتی کورس ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کراچی

تلمیذ رشید

یادگار اسلاف فخر المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، بانی و مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

کتاب کا نام : أسوة المعلمين

مرتب : (مولانا) ابوشعیب محمد اصغر عفی عنہ

تعداد صفحات : ۱۲۸

سن اشاعت : ۱۴۳۷ھ/2016

کمپوزنگ وایڈیٹنگ : عبدالرحمٰن شفیع، 0300-2305901

ناشر : مکتبہ عثمانیہ' H-5/A سی ایریا' گلستان جوہر بلاک نمبر 9 کراچی
رابطہ 0340-8049143
0346-2447255

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے، جزاکم اللہ خیرا

مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی فون: 0321-9021912

مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ اردو بازار کراچی

مکتبہ لدھیانوی' بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبۃ الحرمین' شاہ فیصل کالونی، 0334-3232839

کتب خانہ مظہری' سندھ بلوچ سوسائٹی، گلستان جوہر کراچی

مکتبۃ الشیخ بہادر آباد، کراچی

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

عزیز کتاب گھر، بیراج روڈ سکھر

درخشاں بک ایجنسی' تبلیغی مرکز کراچی

# فہرست مضامین

# انتساب

اگر چہ دیگر علمی تصنیفات و تالیفات کے سامنے یہ کچھ نہیں، تاہم بندہ کے پاس یہی کچھ ہے۔ اس جہد المقل کو ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کے نام کرتا ہے، جس کا فیض اسلامی جمہوریہ پاکستان کے طول و عرض میں عرصہ 46 سال 1969ء سے جاری و ساری ہے، اور لاکھوں انسانوں کو اس کے سائے تلے زیور قرآنِ کریم سے آراستہ ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کا موقع ملا۔ اللہ رب العزت ادارے کے بانی محترم حاجی محمد رفیع شمسیؒ اور جملہ ٹرسٹی حضرات و منتظمین اور معاونین کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ٹرسٹ ھذا کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، اور اس کا ثواب اپنے انتہائی مشفق والدین اور محترم اساتذہ کرام کے نام کرتا ہے، جنہوں نے احقر کی آبیاری کی اور علم و ادب سے روشناس کیا۔ آمین

# مقدمہ

کسی بھی موضوع پر قلم اُٹھانا اور کچھ تحریر کرنا مجھ جیسے بے بضاعت اور نا اہل شخص کیلئے کتنا مشکل امر ہے۔اس کا صحیح اندازہ بندہ کو ہی ہے۔بالخصوص جبکہ اس تحریر کا تعلق خالص علمی حلقوں اور تجربہ کار مدرسین کے ساتھ ہو، جن کی نگاہِ دور رس ہر پہلو پر رہتی ہے، کیونکہ وہ تحسین اور تنقید دونوں نظروں سے دیکھتے ہیں۔مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ انسان تنقید کے ڈر سے کچھ لکھنا ہی چھوڑ دے۔اس لئے کہ بہر حال انسان کی کوشش رنگ لاتی ہے، اگر ایک وقت ایسا ہو کہ تحریر شکستہ، غیر مرتب، ناقص اور مفید باتوں سے خالی ہو تو لکھتے لکھتے تحریر میں عمدگی، سلاست اور جلا پیدا ہو جاتی ہے، اور اُس تحریر میں اللہ تعالیٰ نکھار پیدا فرما دیتے ہیں، جو بعد میں مقبول خاص و عام بن جاتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ احساس ہے، جس نے نہ تو مجھے پست روی پر مجبور کیا اور نہ ہی تھک ہار کر بیٹھنے پر آمادہ۔بلکہ اس خیال نے میری ہمت بندھائی کہ جب یہ تحریر حضرات اساتذہ کرام کے پاس پہنچے گی تو وہ خوش ہوں گے، خامیوں کی اصلاح فرمائیں گے، ہمت بندھائیں گے اور حوصلہ افزائی فرمائیں گے، مدرسین استفادہ کریں گے تو دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

اس تمہید کے بعد کتاب کی تالیف کا داعیہ پیدا ہونے والے چند اسباب کا انتہائی مختصر تذکرہ کرتا چلوں کہ: تقریباً پندرہ سال قبل 2001ء میں بندہ دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد شعبہ تدریس سے منسلک ہو گیا تھا۔پندرہ سالہ تدریسی خدمت کے دوران دیگر علمی تجربات کے ساتھ قاعدہ بذریعہ بلیک بورڈ پڑھانا بھی وہیں سیکھا۔البتہ مستقل کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے تربیت حاصل نہیں کی تھی۔تاہم 24 اکتوبر 2013ء کو جب بندہ ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کے ساتھ بحیثیت مرکزی معاون ناظم تعلیمات منسلک ہوا تو نظامت کے فرائض کیساتھ ساتھ جدالاساتذہ محترم قاری محمد عاقل صاحب مدظلہٗ سے تربیتی کورس برائے معلمین کرنے کا شرف حاصل ہوا، جو ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کے انتہائی تجربہ کار اور قدیم استاد ہیں، جنہیں اس فن میں جدالاساتذہ سے ملقب کیا جاتا ہے، اس تربیتی کورس میں بندہ نے بالخصوص بلیک بورڈ پر قاعدہ

پڑھانے کی تربیت حاصل کی، جو کہ بندہ کے لئے انتہائی سعادت کی بات ہے۔اس دوران اندازہ ہوا کہ حقیقت میں کلام اللہ کی درست تلاوت کی بنیاد قاعدہ ہے تو دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ کیوں نہ قاعدہ سے متعلق موٹے موٹے قواعد بچوں کو بتائے جائیں۔لیکن یہ جذبہ اور بچوں کو قواعد سکھانے کا شوق دل ہی میں رہا۔

اس کے بعد بندے کو پہلی مرتبہ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ بمطابق مارچ 2015ء کو ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن مرکز عالمگیر مسجد میں تربیتی کورس برائے معلمین پڑھانے کا موقع ملا تو دل میں ایک بار پھر اس داعیہ نے شدت پکڑی کیونکہ یہاں آنے والے شرکاء کم عمر نہیں تھے، بلکہ اکثر شرکاء کا تعلق تو مستقل قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے شعبہ سے تھا، خدا کا فضل یہ ہوا کہ تربیتی کورس کے بعض شرکاء نے دوران تعلیم غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا، بعض حضرات کے سوالات تو اس قابل تھے کہ ان کا جواب تفصیل سے دینے کے ساتھ اسے پورے اہتمام سے تحریر کی شکل بھی دے دی گئی۔

اس کے بعد مزید تربیتی کورس کروانے کی توفیق ہوئی تو بہت سے شرکاء کورس کے پرزور اصرار پر تربیتی کورسوں کے دوران علمی تقریر کو جمع کر کے شائع کرنے کا ارادہ کیا، تاہم ارادہ اب بھی متزلزل اور قدموں میں ڈگمگاہٹ تھی، لیکن اللہ کی مدد شامل حال ہوئی اور ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کے رواں تربیتی کورس پڑھانے کے بعد بندہ شب وروز کی محنت سے ایک مختصر مگر جامع تالیف کو حتمی شکل دینے میں کامیاب ہوا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر میں ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کے موجودہ مرکزی ناظم اعلیٰ محترم جناب مولانا قاری سیف البر سکر گاہی صاحب مدظلہ کا ذکر خیر نہ کروں کہ جنہوں نے ہر مرحلہ پر بندہ کو حوصلہ دیا، گہری دلچسپی کا اظہار کیا، مفید مشوروں سے نوازا اور ہر قسم کی معاونت فراہم کی، مزید برآں بندہ کو عظیم خدمت قرآن کے مواقع عطاء کیے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اور احباء کی محبت اور محنت نے اسے تکمیل کے آخری مرحلے تک پہنچایا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے میرے اساتذہ، والدین، متعلقین اور بالخصوص ٹرسٹ ھذا کے ناظم اعلیٰ اور محبین کیلئے اس کتاب کو ذریعہ نجات بنائے، اور قبولیت عامہ سے فیض یاب فرمائے آمین۔

اس دعا کے ساتھ رب کریم کے فضل وکرم کی امید کرتے ہوئے یہ کتاب آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

ابوشعیب محمد اصغر

ذ

# ولی کامل استاذ العلماء ابنِ حجرِ وقت
# صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
# شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبدہ الذین اصطفیٰ

قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کی آخری کتاب ہے، اس کی خدمت خواہ کسی رنگ اور پیرائے میں ہو سعادت اور قابل ستائش ہے۔

مولانا محمد اصغر حفظہ اللہ نے قرآن مجید کے طلباء کیلئے اپنے تدریسی تجربات کی روشنی میں جو رسالہ مرتب کیا ہے وہ طلبہ کی راہنمائی میں بہت معاون ہوگا۔

احقر مصروفیات کے باعث رسالہ کے مطالعہ کی سعادت حاصل نہیں کر سکا تاہم مولانا محمد انور زید مجدہم کی تقریظ کتاب کی اہمیت کیلئے کافی ہے، احقر اس سے متفق ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کی کاوش کو قبول فرمائے اور اس طرح کی مزید خدمات کی توفیق دے۔ آمین

سلیم اللہ خان

۲۴ر شعبان ۱۴۳۷ھ
۱ر جون ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کی آخری کتاب ہے، اس کی خدمت خواہ کسی رنگ اور پیرائے میں ہو سعادت اور قابل ستائش ہے۔ مولانا محمد اصغر حفظہ اللہ نے قرآن مجید کے طلباء کے لیے اپنے تدریسی تجربات کی روشنی میں جو رسالہ مرتب کیا ہے وہ طلباء کی رہنمائی میں بہت معاون ہوگا۔ احقر مصروفیات کے باعث رسالے کے مطالعے کی سعادت حاصل نہیں کر سکا، تاہم مولانا محمد انور زید مجدہم کی توثیق کتاب کی اہمیت کے لیے کافی ہے۔ احقر اس سے متفق ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی کاوش کو قبول فرمائے اور اس طرح کی مزید خدمات کی توفیق دے، آمین۔

مسلم اللہ خان

## جامع المعقول والمنقول، محبوب العلماء والطلباء

## استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حضرت مولانا محمد اصغر صاحب حَفِظَهُ اللّٰهُ وَرَعَاهُ خریج جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی ذی استعداد، نیک صورت، نیک سیرت، ممتاز اور باصلاحیت عالم دین ہیں۔ موصوف قرآن کریم درست انداز میں پڑھنے پڑھانے کے مقصد پر کام کرنے والے عالمی شہرت یافتہ ادارہ ''ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن'' عالمگیر مسجد بہادر آباد کراچی سے عرصہ ڈھائی برس سے منسلک ہیں۔ جہاں سندھ بھر کے 300 سے زائد مکاتب قرآنیہ کی تعلیمی وانتظامی کارکردگی پر نظر رکھنا اور حسب موقعہ اصلاحی اقدامات تجویز کرنے کی اہم ذمہ داری کے ساتھ ساتھ، قراء حضرات میں پڑھانے کی صلاحیت اجاگر کرنے کے لئے ''ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن'' کی جانب سے موقعہ بموقعہ منعقد کئے جانے والے تربیتی کورسز میں مرکزی معلم کی اہم ذمہ داریاں بھی ان کے ذمہ ہیں۔ انہوں نے قرّاء، قاریات، معلّمین ومعلّمات کی آسانی اور فائدے کے لئے ایک کتاب ''اسوۃ المعلّمین'' کے نام سے ترتیب دی ہے۔ جو بیش بہا فنِ تجوید کے ضروری قواعد وضوابط پر مشتمل ہے۔ جو انتہائی سہل انداز میں نظرِ قارئین کی گئی ہے۔ احقر قرآنِ مجید کی خدمت کرنے والے اور فنِ تجوید سے تعلق رکھنے والے تمام حفاظ قرّاء، معلّمین اور مدرّسین سے درخواست کرتا ہے کہ اس متذکرہ بالا کتاب سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

ربِّ ذوالجلال ان کی اس علمی کاوش کو بیحد قبولیت سے نوازے اور اس پر ان کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ خالقِ کائنات تمام علماءِ حق وقراء کرام کو قرآنِ عظیم کی صحیح معنوں میں خوب خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

احقر: محمد انور

جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی

یکم جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۱۱ مارچ ۲۰۱۶م

## فخر المدرسین استاذ العلماء شفیق الامت
## حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب دامت برکاتھم العالیہ

الحمد لِوَلِیّہ والصلوٰۃ علی نبیہ وعلیٰ الہٖ وصحبہ اجمعین ۔ امابعد!

قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد اس کو صحیح پڑھنے کی بڑی تاکید آئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً. یعنی قرآن شریف کو خوب سنبھال کر اچھی طرح سے پڑھو، جیسا کہ اس کا حق ہے، چنانچہ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: قُرْاٰناً عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ. یعنی قرآن شریف ایسی فصیح عربی میں ہے کہ جس میں ذرا بھی کجی نہیں۔

ایک حدیث میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَأَ الْقُرْاٰنُ کَمَا اُنْزِلَ. یعنی اللہ تعالیٰ کو پسند یہ ہے کہ قرآن ٹھیک اس طرح پڑھا جائے جس طرح وہ اتارا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے، اِقْرَأُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ. یعنی قرآن کو اہل عرب کے لب ولہجہ میں پڑھو، مطلب یہ ہے کہ انہیں کی طرح مخارج وصفات ادا کرو۔

قرآن پاک کے حقوق میں سے سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، دوسرا حق یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے، اور تیسرا حق یہ ہے کہ اس کو مخارج وصفات سے پڑھا جائے۔ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

یہ کل ہی کی بات محسوس ہو رہی ہے، جب ایک چھوٹا سا بچہ جسے میں نے ایک دینی درسگاہ جامعہ امام ابوحنیفہ (مکہ مسجد آدم جی نگر) میں درجہ حفظ میں داخل کیا تھا، تاکہ اس کی منزل پختہ ہو جائے، دوسرے ہی دن قاری صاحب نے جو تذکرہ خیر کیا تو مجھے بڑی خوشگوار حیرت ہوئی، کہ اس چھوٹے سے معصوم بچے کو اپنی منزل بہت اچھی طرح یاد ہے، اس لئے میں نے بلا تاخیر اُس کو شعبہ کتب میں داخل کرنے کی ہدایت جاری کی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے چھوٹا سا بھولا بھالا بچہ درس نظامی کے درجات کو طے کرتے ہوئے دورۂ حدیث تک پہنچ گیا۔ فالحمدللہ علی ذالک.

آج جب مولانا اصغر صاحب کی خوبصورت تالیف میرے سامنے آئی تو میرے دل سے بے

اختیاران کے لئے دعائے خیر جاری ہوئی، اوراس کے ساتھ ہی میرا دل خوشی ومسرت کے جذبات سے منور ہوگیا۔ کتاب دیکھ کر موصوف کے علمی ذوق اور "عملاً شعبہ تدریس قرآن کیلئے" کچھ کرگذرنے کی زبردست خواہش کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔

مجھے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ وہی طالب علم ہے جسے میں نے تقریباً 23 سال قبل جامعہ امام ابوحنیفہ کے شعبہ کتب میں داخل کیا تھا۔

بہرحال فاضل نوجوان کی کتاب "اُسوۃ المعلّمین" کو میں نے جگہ جگہ سے دیکھا، موصوف نے بڑی عرق ریزی سے اپنے تدریسی تجربات پر مشتمل یہ کتاب تالیف کی ہے، جن سے ہمارے ماحول میں ناظرہ قاعدہ کی تدریس کرنے والے معلّمین ومعلمات بہت ہی اچھے انداز میں مستفید ہوسکتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے دینی جذبات میں آسانیاں پیدا فرمائیں اوران کی کوششوں کو قبولیت عامہ عطا فرمائیں۔ وماذلک علی اللہ بعزیز.

اپنے اطراف میں نظر دوڑائی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت علمی انحطاط بہت زیادہ ہے، دورہ حدیث سے فراغت کے بعد اکثر طلبہ کرام شعبہ کتب میں تدریس کے لئے مطلوبہ صلاحیتیں نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہوتے ہیں، جبکہ وہ حافظ قرآن ہوتے ہیں، ایسے فضلاء کرام کو چاہئے کہ شوق اور جذبہ کے ساتھ قرآن مجید کی خدمت کریں۔ اور مختلف اداروں میں تجوید کے جو (چالیس روزہ) کورس کروائے جاتے ہیں اہتمام سے کریں۔ بڑے بڑے تمام مشہور قرّاء کرام بہترین عالم بھی تھے۔ انشاء اللہ دارین کی لذتوں کا ذریعہ ہوگا، یہ کتاب ان سب کیلئے یکساں مفید ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطاء فرمائے، نیز اس کی تیاری کے سلسلے میں ہر معاون کے تعاون کو قبول فرماتے ہوئے بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین

شفیق الرحمٰن کاشمیری
(ناظم تعلیمات) جامعہ امام ابوحنیفہ آدم جی نگر کراچی
(مدیر) جامعہ صدیقیہ، مرکزی جامع مسجد
ناتھا خان گوٹھ شاہ فیصل کالونی کراچی

استاذ القراء والمجودین

حضرت مولانا قاری رشید احمد اعظمی صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ علماء دیوبند کا یہ طرّہ امتیاز ہے کہ انہوں نے ہر علم وفن پر بیش بہا تصانیف و تالیفات کا عظیم ذخیرہ اقوام عالم کے استفادہ کے لئے بطور ورثہ پیش کیا ہے، پیش کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے، (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ ان ہی اسلاف کے ایک نوجوان نمائندہ مولانا محمد اصغر خان صاحب مدظلہم فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی واستاد جامعہ صدیقیہ ناتھا خان گوٹھ اور مدرّب ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن کراچی نے ''اُسوۃ المعلمین'' کے نام سے ایک رسالہ مرتب کیا۔ احقر نے یہ رسالہ از اول تا آخر مطالعہ کیا اور اسے قواعد تجوید کے مطابق پایا۔ مؤلف نے اکابر واسلاف کی کتب میں منتشر اصول وقواعد کو بحوالہ کتب یکجا کر دیا ہے۔

زبان وبیان سلیس اور عام فہم ہے، اس لئے معلّمین کے ساتھ متعلّمین بھی بآسانی استفادہ کر سکتے ہیں۔ اساتذہ قرآن کریم کے لئے تدریس کے مفید اصول پیش کئے ہیں، جس کی روشنی میں معلّمین قرآن کریم کے لئے تدریس قاعدہ وقرآن کریم سہل ہو گیا ہے۔

امید ہے معلّمین اور متعلّمین اس کی قدر کرتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

میری دعا ہے کہ رب کریم مجھ سمیت تمام حاملین قرآن کریم کی کاوشوں کو اپنے دربار عالی میں قبول فرمائے اور مولانا محمد اصغر خان صاحب مدظلہم کی اس سعی جمیل کو رفع درجات کا باعث بنائے، اور شائقین علم تجوید اور طالبین فن کے لئے نافع بنائے۔ (آمین)

أرجو به ان ینفعَ الطُّلَّابا
وَالأجرَ والْقبولَ والثَّوابَا

فقط طالب دعا
قاری رشید احمد اعظمی
استاد شعبہ تجوید وقرآت وناظم دار العلوم محمدیہ کورنگی

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا شفیق احمد بستوی قاسمی صاحب دامت برکاتھم العالیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد.

اللہ رب العزت نے قرآن کریم کے ذریعہ جہاں ہمارے لئے ہدایت ورہنمائی کی راہیں روشن فرمائی ہیں، اس پر عمل کے ذریعہ دونوں جہاں کی سعادتیں اور کامرانیاں طے فرمائی ہیں، وہیں اس کے ورق ورق سے علوم کے چشمے اور افکار وحکمت کے سوتے جاری فرمائے ہیں، اس کے ساتھ ہی ہمارے لئے اس سے تعلق ووابستگی اور اس کی خدمت کے ذریعہ لازوال فضیلتوں کا سلسلہ بھی جوڑا ہے۔

یہ بات ایک انمٹ حقیقت ہے کہ قرآن کریم سے تعلق اور لاتعلقی گویا امت مسلمہ کے حق میں زندگی ومردنی سے عبارت ہے، جو لوگ اپنی عملی زندگی اس سے وابستہ رکھتے ہیں، سچ مچ وہ لوگ زندہ اور ان کا مستقبل تابندہ ہے اور جو لوگ اس سے غفلت ولاتعلقی میں لمحات زندگی بسر کررہے ہیں، وہ یقیناً خسارہ اور ناکامی کی روش پر گامزن ہیں۔

قرآنی خدمت کی معجزاتی طور پر بہت گوناگوں شکلیں ہیں، ان میں سے ہی ایک نوع تدریس کی بھی ہے، جس کے بارے میں بلاشبہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”خیر کم من تعلّم القران وعلّمه “یعنی قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والا سب سے اچھا انسان ہے، گویا کہ سعادتوں سے اس کا دامن بھر گیا، جو اس کو پڑھنے پڑھانے میں منہمک ہوا۔

حضرت مولانا اصغر صاحب حفظہ اللہ قرآن کریم کی خدمت سے ایک عرصہ سے وابستہ ہیں اور ناظرہ، قاعدہ پڑھانے کی اچھی فنی مہارت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید عمدہ خدمات کی آسان توفیق عطا فرمائے، آمین،

موصوف نے اپنے تدریسی تجربات پر مشتمل ایسے اصول اور طریقہ ہائے کار کو قلمی انداز میں "بنام اسوۃ المعلّمین" مرتب کیا ہے، جن سے ہمارے ماحول میں ناظرہ قاعدہ کی تدریس کرنے والے اساتذہ و معلمات بہت ہی اچھے انداز میں مستفید ہو سکتے ہیں۔ زیر نظر کتاب دراصل موصوف کے تجربات اور اس فن کے مفید ترین علمی ماٰخذ سے لئے گئے اقتباسات کا خوبصورت مجموعہ ہے۔ کتاب دیکھ کر موصوف کا ذوق اور ان کی علمی و عملی امنگیں بہت واضح محسوس ہوتی ہیں، اس کو دیکھ کر اور پڑھ کر قلبی و روحانی مسرت ہوئی، دل سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت موصوف کو ان کی نیک تمناؤں کے مطابق قبولیت و مقبولیت سے نوازے اور اللہ پاک اپنے شایانِ شان ان کو خوب جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

احقر کے علم میں ہے کہ اس سے قبل اس میدان میں بعض دیگر حضرات نے بھی اس قسم کے قلمی و علمی کام کئے ہیں جو بے حد مفید ثابت ہوئے، مثلاً حضرت قاری عبدالستار صاحب محمود کوٹی مدظلہ کا کام ہے جو کتابی صورت میں شائع ہو کر قبولیت عامہ حاصل کر چکا ہے۔ تاہم پیش نظر کتاب "نقش ثانی" کے طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اس شعبے میں بہت ہی مفید اور رہنما کتاب کی طرح دیکھی اور پڑھی جائے گی۔

اللہ سے دعا ہے کہ موصوف کی اس عمدہ کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اس شعبے سے وابستہ لوگوں کیلئے خصوصاً او دیگر مسلمانوں کیلئے عموماً نافع بنائے، اور محترم مؤلف کتاب کو اس کی برکتیں دارین میں عطا فرمائے اور اس طرح کے دیگر اور مفید و عمدہ کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، والسلام

احقر شفیق احمد بستوی قاسمی عفی عنہ

خادم جامعہ خدیجۃ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی کراچی

## قاری المقری عالم باعمل حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ
## استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

الحمد لله الذی انزل کتابه القرآن الکریم بالترتیل والتجوید بقوله وَرَتَّلْنٰهُ ترتیلاً، و بقولهٖ الذین اٰتینٰهم الکتاب یتلونهٗ حق تلاوته، وامر رسوله محمدًا صلی الله علیه وسلم بالترتیل والتحقیق بقولهٖ تعالیٰ، ورتل القراٰن ترتیلاً .

والصلوٰة والسلام علی معلّم القراٰن أولاً القائل " انَ الله یُحبُّ أن یقرأ القراٰن کما اُنزل وقد انزل بالترتیل والتجوید، والصحابة الذین تلقوا القراٰن من الرسول صلی الله علیه وسلم ورفعهم الله بهذا الکتاب و أصبحوا أئمة العلم والقرأة. والتابعین الذین اخذوا العلم من الصحابةِ رضی الله عنهم ورضوا عنه جمیعًا.

امابعد! " اُسوةُ المعلّمین " جو علمی مقالہ ہے میں نے اول سے آخر تک اس کا مطالعہ کیا، میں نے اس کو بہت عمدہ ومفید پایا، ماشاء اللہ مولانا قاری محمد اصغر صاحب نے خوب محنت کی ہے، قوی امید ہے کہ اہل علم حضرات بھرپور استفادہ فرمائیں گے۔

محترم مؤلف نے قرآن کریم کی محبت وعقیدت اور جذبہ کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی خدمت اور یتلونهٗ حق تلاوته اور خیر کم من تعلّم القراٰن و علّمه پر عمل کرتے ہوئے بہترین علمی وتحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے، اور بچوں کی تعلیم کی اہمیت ونزاکت وحساسیت واضح کی ہے اور معلمین کو مسئولیت اور ذمہ داری کا احساس دلایا ہے، واقعی یہ بڑی مسئولیت وذمہ داری ہے اور معلم کے فرائض وواجبات ہیں جو اچھے انداز میں اور اچھے اسلوب میں بیان کئے گئے ہیں، معلمین کو مشکور ہونا چاہئے کہ ان کے فرائض وذمہ داریوں کو واضح کرنے

کے ساتھ انہیں اپنی صلاحیتوں میں بہتری پیدا کرنے کیلئے بہت ہی مخلصانہ اور مفید مشوروں کو ضبط تحریر کیا گیا ہے، اس سے فائدہ اٹھائیے، اور بار بار پڑھئے، تا کہ اپنا مقام اور مسئولیت کا احساس اور تعلیم و تربیت میں کوتاہیوں سے اجتناب کی بہتر سے بہتر کوشش کی جا سکے۔
یقین ہے کہ اس طریقہ کار پر عمل کرنے سے ایسے والدین کے اعتماد میں نمایاں اضافہ ہو گا جو اپنے بچوں کا ہاتھ معلمین قرآن کے سپرد کرتے ہیں۔

محمد قاسم
امام وخطیب جامع مسجد الکبریا
سی پی برار سوسائٹی، کراچی

محبوب العلماء والطلباء، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا نجم اللہ عباسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا.

قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے!

آج مسلمان اپنی زندگی میں سنت نبوی کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن ایک بہت بڑا طبقہ قرآن کریم کی تلاوت سنت کے مطابق کرنا نہیں جانتا، قرآن کریم کی تلاوت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے موافق پڑھنا ترتیل اور تجوید کہلاتا ہے! الحمد للہ اس اہم اور عظیم کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا اصغر صاحب کو توفیق عطا فرمائی اور "أسوة المعلمين" نامی کتاب معرض وجود میں آئی، نہایت عمدہ اور اپنے موضوع پر معلومات کا بہترین خزانہ ہے، اساتذہ کرام درجہ قاعدہ' ناظرہ اور حفظ کیلئے نہایت موزوں کتاب ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کیلئے بہترین صدقہ جاریہ ثابت فرمائے، آمین یارب العالمین.

العبد نجم اللہ العباسی.

خادم الحدیث، بجامعہ امام ابی حنیفہ مکہ مسجد، کراچی

۲۲، شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ

## حروف ہجاء توقیفی اور سماعی ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ سیّدنا آدم علیہ السلام پر سب سے پہلے جو آسمانی صحیفہ نازل ہوا تھا، وہ انہی حروفِ ہجاء پر مشتمل تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام انہیں ایک دوسرے سے ملا کر ان کے کلمات وضع کر کے موجوداتِ عالم کے لئے نام متعین فرماتے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے ان کو تعلیم کیئے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ (تفهيم التجويد ص ۲۷۲)

دوسری بات یہ ہیکہ ان حروفِ ہجائیہ کو اللہ جلّ شانہٗ نے بذریعہ جبرائیل امین رسول اللہ ﷺ کو وحی فرمائے تھے اور تعلیماً بتلادیئے تھے کیونکہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حروفِ ہجاء کتنے اور کون کون سے ہیں تو آپ نے فرمایا ﴿تسعة وعشرون﴾ یعنی وہ انتیس ہیں اسی وجہ سے اِسماً، رَسماً، اور تَرتِیباً ان میں ردّ و بدل اور تقدیم و تاخیر جائز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ حروف مِنْ كُلِّ الْوُجُوْه تَوْقِيْفِيْ اور سَمَاعِيْ ہیں، البتہ اصلی حروف 'الف' سے لیکر 'ی' تک ہی ہیں۔ توقیفی اور سماعی کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ سے اسی طرح سنے گئے اور آپ ہی کے حکم اور املاء سے ثابت و منقول ہیں اور لوح محفوظ کی ہیئتِ کتابت اور رسم الخط کے مطابق منزل من اللہ ہیں، جس میں رائے اور قیاس کا ذرا بھی دخل نہیں ہے۔ (حروف القرآن ص ۴، ۵)

### ہجاء کے معنی:

ہجاء کے معنی ہیں کلمہ کے حروف کے نام لینے کے ذریعے اس کے ٹکڑے اور حصّہ کردینے کے ہیں جیسے اصغر کے حروفِ ہجاء اَلِفْ، صَادْ، غَيْنْ اور رَا ہیں۔ حروفِ مفردہ ہجائیہ مُنزّلہ میں اکثر حروف ہم شکل و ہم صورت نازل ہوئے تھے، اس وجہ سے ان کا ایک دوسرے سے امتیاز اور جدائی مشکل تھی تو ضرورت

اس بات کی تھی کہ کوئی ایسی علامت وضع کی جائے جس سے یہ حروف الگ الگ ہو جائیں تو واضع نے نقطہ وضع کر کے ان حروف میں فرق اور امتیاز پیدا کر دیا، راجح قول کے مطابق قرآن کریم پر نقطے لگانے والے حضرت ابو الاسود الدؤلیؒ کے دو ممتاز شاگرد ہیں۔(01) نصر بن عاصم اللّیثیؒ.(02) یحییٰ بن یعمر عدوانیؒ۔
(فیض رحمانی صفحہ 52)

## 'حروف ہجاء کا استعمال'

حروف ہجائیہ سارے کے سارے مذکر بھی ہیں اور مؤنث بھی، جیسے انسانوں میں مذکر اور مؤنث ہوتے ہیں، البتہ الفاظ کے اعتبار سے مذکر کا مؤنث اور مؤنث کا مذکر کی طرف التفات ہوتا رہتا ہے۔حروف ہجاء میں سب سے پہلے 'الف' ہے۔

'اَلِفْ' کی حقیقت:

اَلِفْ کی حقیقت کے بارے میں علامہ الشیخ ابو العباس احمد علی البونیؒ کی تصنیف شمس المعارف الکبریٰ کے صفحہ 380 پر لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کا سب لوح پر لکھے، تو قلم نے لکھنے سے پہلے لوح پر سر رکھ دیا جس سے نورانی نقطہ ظاہر ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے نقطہ کی طرف نظر کرم فرمائی تو نقطہ بہنا شروع ہوا اور قدرتِ الٰہی سے سیدھا دراز ہو کر اس نے اَلِفْ (ا) کی صورت اختیار کی اسی وجہ سے اَلِفْ کو اُمُّ الحروف کہتے ہیں، اور باقی حروف اسی سے پیدا ہوئے ہیں۔
(حروف القرآن ص ۳۹)

''الفْ'' مخرج کے اعتبار سے ''جوفِ دہن'' (منہ کے اندر کا خلا) سے اَلِفْ ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'الف' اپنے سے پہلے حرف کے تابع ہوتا ہے، تمام اہلِ ادا میں اس بات پر اتفاق ہے۔

'اَلِفْ' کو پڑھنے کا طریقہ:

البتہ بعض بچے اَلِفْ کو اَلِیْفْ، اور کہیں اَلّفْ، اور کہیں اَلْفُوْ، اور کہیں اِلِفْ پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

''ب'' مخرج کے اعتبار سے ''دونوں ہونٹوں کی تری'' والے حصہ سے 'ب' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ب' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں، اور مَدّ کے اعتبار سے 'بَ' کے تلفظ میں اَلِفْ مدّہ ہے۔

'ب' کی مقدار مد:

سببِ مَدّ (ہمزہ اور سکون) نہ ہونے کی وجہ سے مقدارِ مد (ایک الف ہے) نہ ایک الف سے کم ہو اور نہ زیادہ، کیونکہ مدِ اصلی کی مقدار ایک الف ہے۔

'ب' کو پڑھنے کا صحیح طریقہ:

بعض بچے 'ب' کو ادا کرتے وقت دونوں ہونٹوں کے خشک حصے کو ملا کر اور بعض دونوں ہونٹ خوب دبا کر 'ب' کو ادا کرتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ جبکہ 'ب' کو دونوں ہونٹوں کے تر حصے کو ملا کر ادا کرنا چاہیے۔

''ت'' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ'' اس سے 'ت' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے 'ت' کے تلفظ میں الف مدہ ہے، اور مقدارِ مد ایک الف ہے۔

''ث'' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارہ'' اس سے 'ث' ادا ہوتی ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مد کے اعتبار سے 'ث' کے تلفظ میں الف مدہ ہے، اور مقدار مدّ ایک الف ہے۔

## 'ث' کی ادائیگی میں غلطی سے کیسے بچیں:

'ث' کے ادا کرتے وقت عام طور پر زبان کا کچھ حصہ باہر نکال کر ادا کیا جاتا ہے، یہ

طریقہ قواعدِ تجوید اور اہل ادا کے بالکل خلاف ہے، البتہ اگر بچے سے ثا ادا نہ ہو رہا ہو تو اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ھیکہ بچے کا منہ کھلوا کر زبان اوپر والے دانتوں کے سروں سے لگوائیں اور بچے سے استاد کہیں کہ پڑھو، بچہ پڑھ لے گا لیکن اگر اس طرح بھی ادا نہ ہو تو مندرجہ بالا طریقے کے ساتھ ایک طرف دانتوں کے بیچ میں قلم رکھ کر مشق کروائیں۔ قلم زبان کے نیچے اور دانتوں کے قریب رکھیں اس سے بچے کی زبان نیچے نہیں لگے گی، اور پیچھے کی جانب بھی نہیں جائے گی، اس طرح مشق کروانے سے 'ث' اپنے مخرج سے ادا ہو جائے گا۔

**نوٹ:** آگے آنے والے وہ حروف جن کی ادائیگی میں مشکلات کا حل بتایا گیا ہے وہ اور ان کے علاوہ دیگر تمام حروف کی صحیح ادا وہی ہے جو ان کا مخرج بتایا گیا ہے۔

**''ج''** مخرج کے اعتبار سے ''زبان کا بیچ اور سامنے والا تالو'' اس سے 'جیم' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ج' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مدّ کے اعتبار سے مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مدّ کروائیں، کیونکہ سبب مد موجود ہے، جو کہ سکون ہے۔

**'ج' کی ادائیگی:**

بالفرض کسی بچے کا سانس 'ایک الف' کی مقدار سے زیادہ نہ ہو تو تمام حرفوں کو 'ایک الف' کے برابر کھینچ کر پڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ مقصد تو حرف کا وجود باقی رکھنا اور مکمل تلفظ سے اسکو ادا کرنا ہے، کیونکہ قاعدہ پڑھنے والے عموماً چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں اور اس عمر میں سانس اتنا طویل نہیں ہوتا، اس لئے پہلی مرتبہ اور پہلے ہی دن پانچ الف کے برابر مد نہ کروائیں وجہ یہ ہے کہ بچہ مد اصلی اور قصر کی مقدار تو پڑھ رہا ہے، جس سے حرف کا وجود باقی رکھا جا سکتا ہے۔

**''ح''** مخرج کے اعتبار سے ''وسطِ حلق'' (حلق کا درمیان والا حصہ) اس سے 'ح' ادا ہوتا

ہے، تفخیم اورترقیق کے اعتبار سے 'ح' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں اور بااعتبار مَدّ
کے 'ح' کے تلفظ میں الف مدہ ہے، اور مقدارِ مد ایک الف ہے۔

## 'ح' کی ادائیگی میں مشکلات کا حل:

اگر بچے سے 'ح' ادا نہ ہو رہی ہو تو بچے کا گلہ درمیان سے انتہائی معمولی سا دباتے ہوئے بچے سے کہیں کہ پڑھو، 'ح' کی ادائیگی کے وقت گلے پر اچھا خاصا دباؤ دیکر پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے استاد اسی انداز میں مشق کرائیں۔

''خ'' مخرج کے اعتبار سے ''ادنیٰ حلق'' (حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے) سے 'خ' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'خ' کو ہمیشہ موٹا پڑھائیں اور مد کے اعتبار سے 'خ' کے تلفظ میں الف مدہ ہے اور مقدارِ مد ایک الف ہے۔

## 'خ' کی صحیح ادائیگی:

اگر بچے سے 'خ' ادا نہ ہو رہا ہو تو پہلے بچے کو طبعی طور پر منہ کھلوائیں اور اس کے بعد آناً فاناً (جلدی سے) دونوں جبڑے اوپر نیچے کھولے جائیں اس طرح مشق کرانے سے ہونٹ بالکل گول نہیں ہونگے۔

''دْ'' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ'' سے 'دْ' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

'دْ' کی صحیح ادائیگی: دال کو بعض بچے دَالُو پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

''ذْ'' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے اندر'' والے کنارے سے 'ذْ' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

**'ذ' کی مشکلات کاحل:** ذال کو بعض بچے ذَالُــوْ پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے، البتہ اگر بچے سے 'ذ' ادا نہ ہو رہا ہو تو 'ث' والی تدبیر اختیار کریں۔

''ر'' مخرج کے اعتبار سے ''طرفِ لسان کی پشت اور دانتوں کے مسوڑھے'' سے 'ر' ادا ہوتی ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے کبھی موٹا کبھی باریک پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے 'ر' کے تلفظ میں الف مدہ ہے اور مقدار مد ایک الف ہے۔

**'ر' کی ادائیگی میں مشکلات کاحل:** 'ر' کی ادائیگی میں ہونٹ گول نہ کیے جائیں، خوب سمجھ لو اگر بچے سے 'ر' موٹا نہ ادا ہو رہا ہو تو 'خ' والی تدبیر اختیار کی جائے، البتہ یہاں نرمی رکھیں، کیونکہ یہ تختی نمبر 01 ہے، البتہ حرکات کی تختی میں موٹا اور باریک پر خوب توجہ دی جائے۔

'ز' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کی نوک اور ثنایا سفلیٰ کا کنارہ مع اتصال ثنایا علیا سے 'زا' ادا ہوتی ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے 'زا' میں الف مدہ ہے اور مقدار مد ایک الف ہے۔

**'ز' کی ادائیگی میں مشکلات کاحل:** 'زا' کی ادائیگی کے وقت بعض حفاظ ایک سختی کا سا انداز اپنا کر حرف 'زا' ادا کرتے ہیں اسکی اصلاح ضروری ہے کیونکہ حرف اپنی صفت کی وجہ سے نرم اور سخت ہوتا ہے، پھر ہر حرف کا مزاج وہی ہوتا ہے، جو اس کی صفت ہوتی ہے۔

''س'' مخرج کے اعتبار سے اوپر 'زا' کی طرح ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے مدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

**'س' کی ادائیگی میں خصوصی توجہ:**

'س' کا تلفظ اس انداز سے کرائیں کہ ناقص اَدائیگی بھی نہ ہو اور نون پر قلقلہ بھی نہ ہو، خوب توجہ دیں۔

''ش'' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کا بیچ اور سامنے والا تالو'' سے 'ش' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

**'ش' کی ادائیگی میں مشکلات کا حل:** اگر بچے سے 'ش' ادا نہ ہو رہا ہو تو زبان کی نوک نہ اوپر والے دانتوں سے لگنے دیں اور نہ نیچے والے دانتوں سے اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کے اندر دانتوں کے پیچھے قلم یا بچے کی انگلی اس طرح رکھوائیں کہ زبان کی نوک نہ اوپر والے دانتوں سے لگے اور نہ نیچے والے دانتوں سے، ان شاء اللہ 'ش' ادا ہو جائے گا۔ 'ش' کی ادائیگی میں یہ خیال رکھیں کہ نہ ہی یہ ناقص ادا ہو اور نہ ہی قلقلہ ہو۔

''ص'' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کی نوک اور ثنایا سفلی کا کنارہ مع اتصال ثنایا علیا'' سے 'ص' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ص' کو ہمیشہ موٹا پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

**سیٹی والے حروف کی آوازوں میں فرق:**

(ز،س،ص) ان تینوں حروف کو ادا کرتے وقت آواز سیٹی کی طرح تیز نکلتی ہے، لیکن تینوں کی آواز میں فرق یہ ہے کہ 'س' کی آواز ٹڈی کی آواز جیسی ہوگی، جیسے سَوْفَ، کا 'سین' اور 'ز' کی آواز شہد کی مکھی کی آواز جیسی ہوگی، جیسے زِلْـزَالٌ کی 'زا' اور 'ص' کی آواز مرغابی کی آواز جیسی ہوگی، جیسے اَلصّٰبِرِیْنَ کی 'صاد'۔

**'ص' کی ادائیگی میں مشکلات کا حل:** اگر بچے سے صاد ادا نہ ہو رہا ہو تو بچے سے کہیں کہ اس کو موٹا کریں موٹا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کی جڑ درمیان تالو کی طرف اٹھائیں، یا پھر پہلے بچے کو طبعی طور پر منہ بند کروائیں اور پھر فوراً حرف ص کو ادا کرائیں اس طرح مشق سے ان شاء اللہ ص ادا ہو جائے گا۔

**'ص' کو پڑھنے کا طریقہ:**

بعض بچے ص کو صُوَادُ ،اور بعض بچے صُوُدُ، اور بعض بچے صُوٗادُ پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

''ض'' مخرج کے اعتبار سے ''حافہ اور اوپر والی پانچ ڈاڑھوں'' سے 'ض' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ض' کو ہمیشہ موٹا پڑھائیں اور مدّ کے اعتبار سے مدِ اصلی سمیت یا اسکے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مدّ کرائیں۔

**'ض' کی ادائیگی میں مشکلات کا حل:**

اگر بچے سے 'ض' ادا نہ ہو رہا ہو تو 'ش' والا طریقہ اپنائیں اور اگر موٹا نہ ادا ہو رہا ہو تو 'خ' والا طریقہ اپنائیں اس لفظ کی صحیح ادا یہ ہے کہ نوک زبان کو 'ظ' اور 'ذ' کے مخرجوں سے جدا رکھ کر حافہ لسان کو ڈاڑھوں سے لگاتے ہوئے صفت استطالت کے ساتھ ادا کریں اور صفت اطباق کی وجہ سے بیچ زبان کو تالو سے منطبق یعنی ملائے رکھیں۔

''ط'' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ'' سے 'ط' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ط' کو ہمیشہ موٹا پڑھائیں ،اور مدّ کے اعتبار سے 'ط' میں الف مدّہ ہے اور مقدار مدّ ایک الف ہے۔

**'ط' کی ادائیگی میں مشکلات کا حل:**

اگر بچے سے 'ط' ادا نہ ہو رہا ہو تو بچے سے کہیں کہ 'ت' کو اس طرح موٹا کریں کہ زبان کی جڑ اور زبان کا درمیان تالو کی طرف اٹھائیں تو 'ط' ادا ہو جائے گی اور 'ط' کی ادائیگی کا طریقہ حرف 'ص' اور 'ض' جیسا ہی ہے۔

''ظ'' مخرج کے اعتبار سے ''زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کنارے'' سے 'ظ' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ظ' کو ہمیشہ موٹا پڑھائیں ،اور مدّ کے اعتبار سے 'ظ' میں الف مدہ ہے ،اور مقدار مدّ ایک الف ہے۔

تنبیہ: اگر بچے سے 'ظ' ادا نہ ہو رہا ہو تو 'ث' کے ذیل میں گزرے ہوئے طریقہ کو اپنائیں۔

''ع'' مخرج کے اعتبار سے ''وسطِ حلق'' (حلق کے درمیان والے حصہ) سے 'ع' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ع' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

تنبیہ: اگر بچے سے 'ع' ادا نہ ہو رہا ہو تو 'ح' والا طریقہ اپنائیں۔

''غ'' مخرج کے اعتبار سے ادنیٰ حلق سے 'غ' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'غ' کو ہمیشہ موٹا پڑھائیں، اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

تنبیہ: بصورتِ مفرد یا مرکب 'غ' کی ادائیگی میں ہونٹ گول کرنا غلط ہے۔

''ف'' مخرج کے اعتبار سے ''ثنایا علیا کے کنارے اور نچلے ہونٹ کے اندرونی حصہ'' سے 'ف' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ف' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں، اور مَدّ کے اعتبار سے 'فا' میں الف مدہ ہے، مقدارِ مَدّ ایک الف ہے۔

''ق'' مخرج کے اعتبار سے زبان کی جڑ اور لہات سے 'ق' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ق' کو ہمیشہ موٹا پڑھائیں، اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

'ق' کی ادائیگی میں مشکلات کا حل: 'ق' کی ادائیگی میں عام طور سے قاف پر قلقلہ سا ہوجاتا ہے یا آخر میں واؤ کی سی صورت پیدا ہوجاتی ہے، بعض بچے 'ق' کو قُوْقْ، اور بعض قُوْقُوْ، پڑھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔

''ک'' مخرج کے اعتبار سے ''ق' کے مخرج سے ذرا نیچے زبان کی جڑ اور لہات'' سے کاف ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ک' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں، اور مَدّ

کے اعتبار سے مدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

'ک' کی ادائیگی میں مشکلات کا حل: 'قاف' کی ادائیگی میں عموماً جو دو غلطیاں ہوتی ہیں ان سے یہاں بھی بچیں۔ البتہ بعض بچے کاف کو کِیَــــاف اور بعض کَیْف پڑھتے ہیں، اس کا بھی خیال رکھیں۔

''ل'' مخرج کے اعتبار سے ''ادنیٰ حافہ مع طرفِ لسان اور اوپر والے دانتوں اور ضواحک کے مسوڑھے'' سے 'ل' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے باریک پڑھائیں، اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

'ل' کے پڑھنے کا صحیح طریقہ: بعض بچے 'ل' کو لَاْنُمْ پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

''م'' مخرج کے اعتبار سے ''دونوں ہونٹوں کے ملنے'' سے 'م' ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'م' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں، اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

''ن'' مخرج کے اعتبار سے ''طرف لسان اور دانتوں کے مسوڑھے'' سے نون ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ن' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں، اور مد کے اعتبار سے مد اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مد کرائیں۔

تنبیہ: 'لام' اور 'میم' جیسی غلطیوں سے 'ن' میں بھی بچیں۔

''و'' مخرج کے اعتبار سے دونوں ہونٹوں کے ناتمام گول کرنے سے ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے واوٗ کو ہمیشہ باریک پڑھائیں، اور مَدّ کے اعتبار سے مَدِ اصلی سمیت یا اس کے علاوہ تین یا پانچ الف کے برابر مَدّ کرائیں۔

**واوٗ کی ادائیگی میں مشکلات کا حل:** بعض بچے واوٗ کو'وا' پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے، اور 'واوٗ' کی ادائیگی میں خصوصی طور پر ہونٹ گول کرائیں، ہونٹ گول نہ کرانا غلط ہے، کیونکہ واوٗ کی صحیح ادا ہی یہی ہے۔

''ہ'' مخرج کے اعتبار سے ''اقصیٰ حلق (حلق کا سینے کی طرف والا حصہ) سے 'ہ' ادا ہوتی ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے باریک پڑھائیں، اور مد کے اعتبار سے 'ہ' کے تلفظ میں الف مدہ ہے، اور مقدارِ مد ایک الف ہے۔

**'ح' اور 'ہ' کی آواز میں فرق:** حرف 'ہ' اور 'ح' واضح فرق کے ساتھ پڑھائیں کیونکہ 'ح' میں آواز باریک اور 'ہ' میں قدرے بھاری آواز ہوتی ہے، لیکن موٹی نہیں ہوتی۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

''ء'' مخرج کے اعتبار سے اقصیٰ حلق سے ہمزہ ادا ہوتا ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے باریک، واضح پڑھائیں، اور مَدّ کے اعتبار سے اس میں مَدّ نہیں ہے بغیر مَدّ کے پڑھائیں۔

**تنبیہ:** ہمزہ بصورت الف ہو یا عَین کے سرے کے تلفظ میں دوسرے ھا کو الف کی صورت میں نہ پڑھائیں، جیسے ھَمزَا یہ غلط ہے۔

''ی'' مخرج کے اعتبار سے یائے مدہ کا مخرج ''جوفِ دہن'' ہے، اور یائے متحرک ولین ''زبان کے بیچ اور سامنے والے تالو'' سے ادا ہوتی ہے، تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے 'ی' کو ہمیشہ باریک پڑھائیں اور مد کے اعتبار سے یا کے تلفظ میں الف مدہ ہے، اور مقدارِ مَدّ ایک الف ہے۔

**مخرج کے پہچاننے کا طریقہ:**

جس حرف کا مخرج معلوم کرنا مقصود ہو اس کو ساکن کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرک لگا کر ادا کیا جائے جس جگہ آواز ختم ہو وہی اس حرف کا مخرج ہے، (اس میں شرط یہ ہے کہ یہ

صرف صحیح طور پر ادا کیا جائے تو اس طریق پر مخرج معلوم ہوگا۔) جیسے: اَبْ کی باء کی آواز ہونٹوں میں ٹھہر جاتی ہے، تو دونوں ہونٹ اس کا مخرج ہوئے۔

**امتحان کی اہمیت:** ویسے تو ہر سبق کے اختتام پر انفرادی طور پر استاد قرآن کریم میں سے دونوں طریقوں سے بچوں کا امتحان لیں، البتہ تختی نمبر 01 کے اختتام پر تو ضرور طلبہ کا امتحان لینے کے بعد ہی اگلی تختی میں ترقی دیں، امتحان لینے میں قطعاً سستی یا غفلت کا مظاہرہ نہ کریں، ورنہ آپ کی محنت اور بچے کی عمر دونوں ضائع ہو جائیں گی، سبق پڑھانے کے بعد اب امتحان لینے کا طریقہ کیا ہے، ہم آپ کو امتحان لینے کا طریقہ بھی بتاتے ہیں۔

## تختی ختم ہونے پر بچے کی استعداد ضرور پرکھیں

یاد رکھیں! بچے کی صلاحیت جانچنے کیلئے امتحان کے دو طریقے ہیں۔

01: استاد جس حرف پر انگلی رکھے بچہ فوراً بتا سکے کہ یہ 'ب' ہے، یا 'د' ہے، یا 'ح' ہے، الخ

02: استاد بچے سے سوال کرے کہ فلاں حرف کہاں ہے؟ تو بچہ بغیر سوچے جواب دے سکے۔

اس طریقے سے استاد کو اپنی محنت اور طلبہ کی کیفیت کا اندازہ ہو ہی جاتا ہے، کیونکہ خود قرآن کریم اچھا پڑھ لینا یہ تو آپ کے استاد کی محنت کا نتیجہ ہے۔

**استاد کی محنت کا نتیجہ:**

آپ کی محنت کا نتیجہ اس وقت سامنے آئے گا کہ جب آپ کے شاگرد بھی اچھا قرآن پڑھیں، اپنی صلاحیتوں کو آگے منتقل کرنے کا یہ زریں اصول ہے، افسوس صرف یہاں ہوتا ہے کہ آج ہر جگہ یہ تو دیکھنے میں آتا ہے کہ قاری صاحب خود تو بہترین قرآن پڑھتے ہیں، لیکن یہ معلوم نہیں کہ ان کے شاگرد کیوں اچھا نہیں پڑھ سکتے، مہتمم اور نگران حضرات کو اکثر و بیشتر یہی پریشانی رہتی ہیکہ استاد کی محنت بچوں میں نظر ہی نہیں آرہی۔

طلبہ میں بہترین صلاحیت پیدا کرنے کا ذمہ دار کون؟

بہر حال استاد تختی نمبر 01 کو ختم کرانے میں ہرگز جلد بازی سے کام نہ لیں بلکہ ایک ایک لفظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرنے کے لئے خوب توجہ اور محنت سے کام لیں کیونکہ بچوں کو عملاً ماہر بنانے کی ذمہ داری استاد کی ہے۔

فکر مند معلم کی صفات:

اگر بچے تختی نمبر 01 کے اندر حروف شناسی میں ماہر نہ بن سکیں تو یہ نہ تو نصاب تعلیم کا قصور ہے اور نہ ہی مرتب کا، بلکہ یہاں تو استاد نے فکر مندی سے کام ہی نہیں کیا، ایسے استاد کے بارے میں ماہرین نے لکھا ہے کہ اگر استاد خود کم استعداد ہے یا استاد نے غفلت کی چادر اوڑھ رکھی ہے، یا سُست ہے، تو ایسا استاد بہتر سے بہتر نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ طریقہ تعلیم کو بھی ناکامی سے دوچار کر کے رکھ دیتا ہے۔

محنت میں کامیابی ہے کیا؟

جی ہاں قابل قدر اساتذہ کرام! محنت شرط ہے کیونکہ محنت سے تو انسان پہاڑ کی چوٹیوں کو بھی سر کر لیتا ہے، ہاں یہ بھی مُسلَّم ہے کہ آپ کے پاس آنے والے سارے بچے ذہانت کی تیزی، زبان کی نرمی اور شوق و محنت کے لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہونگے، اسی وجہ سے آپ کی محنت کا اثر سب پر تو مکمل طور پر نہیں پڑ سکے گا، لیکن اگر آپ نے محنت ہی نہ کی تو پھر محنت والوں کی محنت، شوق والوں کا شوق، اور صلاحیت والوں کی صلاحیت بھی کچھ نتیجہ نہیں دے سکے گی، بہر حال استاد کا کام ہے محنت کرنا آگے جیسے زمین ہوگی بارش اس میں اسی طرح اثر کریگی، اسی حالت کا نقشہ ایک شاعر نے بہت خوش اسلوبی سے اپنے شعر میں کھینچا ہے۔

وہ کھولے یا نہ کھولے در تیری اس پر ہو کیوں نظر
تیرا تو بس کام ہے لگائے جا صدا لگائے جا

عملی مشق:

تختی نمبر 01 مکمل پڑھانے کے بعد مشق متفرق میں اچھی طرح عملی مشق کے ساتھ نرم حروف (ث، ذ، ظ) اور سیٹی والے حروف (ز، س، ص) حروف حلقی (ء، ہ، ع، ح، غ، خ) ہونٹوں سے ادا ہونے والے حروف (ب، م، و، ف) ہمیشہ موٹے پڑھے جانے والے حروف (خ، ص، ض، ط، ظ، غ، ق) ہم آواز حروف (ت، ط، ذ، ز، ظ، ض، خ، ھ، ث، س، ص، ع، ء، ق، ک) کی عملی مشق ضرور کرائیں۔

## ہم آواز حروف کی تفصیل

حروف ہجاء میں کچھ ایسے حروف ہیں کہ ادائیگی کے دوران اُن کی آواز میں فرق معلوم نہیں ہوتا، عوام تو عوام جبکہ بعض اساتذہ بھی اس طرح پڑھتے ہیں کہ سننے والا فرق نہیں کر سکتا کون سا حرف پڑھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر

'ء اور ع' کی ادائیگی میں فرق یہ ہے کہ ہمزہ حلق کے آخر سے نکلتا ہے، جبکہ 'ع' حلق کے درمیان سے نکلتا ہے۔

'ت اور ط' کی ادائیگی میں فرق یہ ہے کہ 'ت' باریک جبکہ 'ط' موٹا پڑھا جاتا ہے۔

'ث، س، ص' کی ادائیگی میں فرق یہ ہے کہ 'ث' آہستہ سے زبان کی نوک اوپر کے سامنے والے دانتوں کے کناروں میں لگانے سے نکلتی ہے، اور 'س، ص' زبان کی نوک سامنے کے چار دانتوں (دو اوپر دو نیچے) کے درمیان میں آنے سے نکلتے ہیں، اور سیٹی کی آواز نکلتی ہے، 'ث' میں نہیں نکلتی اور 'س، ص' میں بھی فرق ہے کہ 'ص' موٹا ہے اور 'س' موٹا نہیں۔

'ح اور ہ' کی ادائیگی میں فرق 'ء اور ع' کی طرح ہے یعنی 'ہ' حلق کے آخر سے نکلتی ہے اور 'ح' حلق کے درمیان سے نکلتی ہے۔

'ذ اور ز' کی ادائیگی میں فرق یہ ہے کہ 'ذ' نرمی سے نوکِ زبان کو اوپر کے سامنے والے دانتوں میں لگانے سے نکلتی ہے، جبکہ 'ز' سامنے والے دانتوں کے درمیان سے اور 'ز' میں سختی اور سیٹی ہے، جبکہ 'ذ' میں نہیں۔

'ض اور ظ' کی ادائیگی میں فرق یہ ہے کہ 'ظ' سامنے سے نکلتی ہے اور 'ض' سامنے سے نہیں نکلتا بلکہ زبان کی کروٹ بائیں طرف یا دائیں طرف کی پانچ داڑھوں پر لگانے سے نکلتا ہے۔ لیکن 'ض اور ظ' اس اعتبار سے مشترک ہیں کہ دونوں پُر پڑھے جاتے ہیں اور دونوں حرفوں کی آواز ملتی جلتی ہے۔

## 'ض اور ظ' کا مشکل مخرج کیسے درست کیا جائے؟

ضاد کا ادا کرنا بہت مشکل ہے اور 'ض، ظ' میں فرق کرنا بھی خاصا مشکل ہے اسی وجہ سے جزری وغیرہ تجوید وقرأت اور تفسیر کی کتابوں میں 'ضاد اور ظاء' کے درمیان فرق بہت اہتمام سے بیان کیا گیا ہے اگر آدمی دھیان کر کے سیکھ لے تو آسان ہے مگر بلائے عام اس زمانہ میں یہ ہوگئی کہ 'ض' کو 'دال' کی طرح پڑھتے ہیں اور اس کو 'د' کا ہم آواز بنا دیا ہے، حالانکہ یہ بات تمام کتب قرأت وتفسیر وفقہ کے خلاف ہے تمام کتابوں سے 'ض' کا 'ظ' کے مخرج سے ہم آواز (یعنی مشابہ) ہونا ثابت ہوتا ہے 'د' سے نہیں۔ جبکہ مخرج الگ الگ ہے، نہ یہ ظا ہے نہ دال ہے، نہ ظاد ہے، نہ دُواذ ہے نہ ذُواد ہے اور نہ ژُواذ ہے، البتہ صفات میں سوائے صفتِ استطالت کے ض اور ظ میں اشتراک ہے۔

## حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رحمہ اللہ کی رائے:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رحمہ اللہ نے تفسیر فتح العزیز میں آیت وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ کی تفسیر میں 'ض کا ظ' کے ساتھ ہم آواز ہونا لکھا ہے، اور فتح القدیر، فتاوی قاضیخان، اتقان اور فقہ کی بہت سی کتب میں اس کی صراحت کی ہے، البتہ بضنین میں دو قرأتیں ہیں، ض، ظ دونوں حرفوں کے ساتھ ثابت ہے۔ (البيان الجزيل للترتيل)

ایک جیسی آواز والے حروف میں تمیز انتہائی ضروری ہے:

ہم آواز حروف کا فرق سیکھنا فرض اور نہایت ضروری ہے اس لئے کہ ان حروف میں فرق نہ کرنے سے کلمہ بدل جاتا ہے اور اکثر معنٰی بھی تبدیل ہو جاتے ہیں اور فرق سیکھنا کوئی مشکل نہیں، مگر لوگ دین کے کاموں میں ذرا محنت نہیں کرتے اور مشکل اور محال سمجھتے ہیں اس کے برعکس دنیا کے کاموں میں کیا کیا تکلیفیں اور مشقتیں اٹھاتے ہیں اور کیسے کیسے مشکل کام انجام دیتے ہیں کہ انسان حیران رہ جائے۔

مشکل مخرج والا حرف ساری عمر سیکھنے کا حکم:

فقہ کی کتابوں میں اس بات کو بڑے اہتمام سے تحریر کیا گیا ہے کہ جو شخص ایک جیسی آواز والے حروف میں فرق پر قادر نہ ہو اور اس کو سیکھنا مشکل محسوس ہو تو وہ ساری عمر سیکھنے کی کوشش کرتا رہے کبھی بھی سیکھنا معاف نہیں۔

سیکھنے کا طریقہ:

سیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب استادِ کامل کہلوائے تو دل لگا کر توجہ سے سنے پھر خود استاد کو اسی طرح سنائے جس طرح استاد سے سنا ہے اور جو غلطیاں استاد بتائے انہیں صحیح کرنے کی خوب کوشش کرے، اور بڑی توجہ سے اس وقت تک مشق جاری رکھے جب تک غلطی پر قابو نہ پالے، اگر اس طریقہ پر محنت کی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد قرآن مجید صحیح اور اچھی طرح پڑھنا آجائے گا۔ (کذافی تجوید القرآن ص ۲۹)

بنیاد کیسے مضبوط ہوگی:

بس سمجھ لیجئے کہ یہی مقصود اور بنیاد ہے، اور جب بنیاد مضبوط ڈالیں گے تو عمارت پختہ کھڑی ہوگی، اگر خدانخواستہ بنیاد ڈالنے میں آپ نے کم ہمتی دکھائی، یا صحیح توجہ نہ دے سکے تو پریشانی تو بہر حال ہوگی، خلاصہ کلام یہ ہیکہ فکر مند استاد کو ان مشکلات سے واسطہ ہی نہیں پڑتا۔ کیونکہ فکر مند استاد کی پوری توجہ صرف کلاس پر ہوتی ہے۔

قاعدے کی کلاس میں گروپ سازی:

آپکے پاس قاعدہ کی کلاس ہے، تو تجربہ یہ ہے کہ گروپ سازی سے پڑھانا ہی مُفید ہے۔

گروپ بنانے کا طریقہ:

اور قاعدے کے گروپ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداء میں جب بچہ داخل ہو، اور تمام بچے قاعدے کے ہوں تو سب بچوں کا سبق اور گروپ ایک ہی ہوگا، البتہ تختی نمبر 01 کے اختتام پر درس گاہ کے تمام طلبہ کا بغور جائزہ لیا جائے، اس جائزے کے بعد کمزور طلبہ کو علیحدہ کر کے ان کا الگ گروپ بنایا جائے، اب درس گاہ میں دو گروپ ہو جائینگے، اور اگلی تختی کے اختتام پر بھی ایسا ہی کیا جائے، یہ قاعدے کی کلاس میں گروپ بنانے کا طریقہ ہے، البتہ درجہ قاعدہ کے تین ہی گروپ ہونے چاہیے، اور ہر گروپ کا الگ الگ بلیک بورڈ ہونا چاہیے، تین گروپ سے زیادہ نہ بنائے جائیں۔

## بلیک بورڈ کے سامنے گروپ بٹھانے کا طریقہ

بلیک بورڈ کے سامنے سب سے آگے اس گروپ کو بٹھایا جائے جو سبق کے اعتبار سے سب سے پیچھے ہو، اسی طرح یکے بعد دیگرے گروپ بٹھائے جائیں، مثال کے طور پر گروپ نمبر 01 کا سبق حروفِ ہجا ہے، اور گروپ نمبر 02 کا سبق حروفِ مرکبات ہے، اور گروپ نمبر 03 کا سبق حرکات کی تختی ہے، تو سب سے پہلے اور سب سے آگے گروپ نمبر 01 کو بٹھائیں، اس کے بعد گروپ نمبر 02، اس کے بعد گروپ نمبر 03۔ جب ایک گروپ کو سبق پڑھایا جا رہا ہو تو بقیہ گروپ بھی اس کے ساتھ دہرائیں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ان گروپوں کے اسباق کی دہرائی ہو جائے گی، اور پہلے گروپ کا سبق ہو جائے گا۔

# تختی نمبر 02 مرکبات

## مرکب حروف پڑھانے کا طریقہ:

تختی نمبر 02 پڑھانے کے لئے استاد اس بات کا خیال رکھیں کہ اس تختی میں حروف کو الگ الگ حروفِ ہجاء کی طرح پڑھائے۔

## یہاں ہرگز جلد بازی سے کام نہ لیں:

تختی نمبر 02 چونکہ حرکات اور جزم سے خالی تختی ہے اور بچے بھی چھوٹے ہیں، تو اس میں بندہ کی رائے یہ ہے کہ استاد اس تختی کو پڑھانے میں بھی جلد بازی سے کام نہ لیں، بلکہ کم از کم ایک مہینے میں ہی یہ تختی مکمل کروائیں، اور انتہائی محنت اور شفقت سے ان بچوں کو مرکبات کے ضمن میں مفردات کی مشق کروائیں۔

## تختی نمبر ۲ کو بڑی توجہ اور محنت سے پڑھانا ہوگا:

کیونکہ تختی نمبر 02 سے مقصود مفردات ہی کی مشق کرانی ہے، اسی وجہ سے تو تختی نمبر 02 کو جزم اور حرکات سے خالی رکھا گیا ہے، تاکہ تلفظ میں ملانے میں مشکل پیدا نہ ہو۔ اس تختی کو جانفشانی سے پڑھانے کے بعد بچے حروف شناسی میں مکمل ماہر بن جائیں گے۔

## قرآنی آیات سے قاعدہ کے بچوں کو پرکھنا:

بعض اساتذہ قاعدہ کے بچوں کی صلاحیت کو قرآن مجید یا عمّ پارہ کی چھوٹی آیات کے ذریعہ پرکھنے میں جھجھک محسوس کرتے ہیں، اس طرح امتحان لینے سے بچے کی لفظ کے جوڑ اور رواں پڑھنے کی صلاحیت میں زبردست بہتری آئے گی، پھر جب آپ یہ کہہ کر اس کی ہمت بندھائیں

گے کہ "ماشاءاللہ اب تو تم قرآن بھی درست اور صحیح پڑھنے لگے ہو" تو انشاءاللہ وہ پہلے سے زیادہ شوق کے ساتھ درست پڑھنے کی کوشش کرے گا، اور یقیناً یہ آپ کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

**سستی کو تو چستی ہی بھگا سکتی ہے:**

سُستی کے بارے میں استاذِ محترم حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرمایا کرتے ہیں کہ سُستی کا علاج تو حکیم اجمل خان (مرحوم) کے پاس بھی نہیں تھا، سُستی کا علاج چستی ہے اور بس، از راہِ کرم منصب کی رعایت رکھئے اور ذمہ داری سے کام کیجئے۔

**تختی نمبر ۲ میں بچے کی مشکل کو دانشمندی سے سہل بنایئے:**

تختی نمبر 01 میں تو تمام حروف الگ الگ لکھے ہوئے تھے، اور اس تختی میں کہیں دو اور کہیں تین حروف ملا کر لکھے گئے ہیں۔ اور ہاں تختی نمبر 02 میں تو بعض حروف کو پورا لکھا گیا ہے اور بعض کو آدھی صورت میں لکھا گیا ہے اور بعض کے بالکل چھوٹے چھوٹے شوشے دکھائے گئے ہیں مگر حقیقتاً وہ چھوٹے شوشے بھی وہی بڑے حروف ہیں لیکن قرآن مجید میں اکثر کلمات اسی صورت میں لکھے گئے ہیں، اس وجہ سے تختی نمبر 02 میں ان کو یوں ہی شوشوں کی شکل میں لکھ دیا گیا ہے۔ یہاں استاد کو بڑے ہی صبر دانشمندی کے ساتھ بچے کی مشکل کو آسان بنانا ہے۔

**بلب کی ادائیگی کیسے درست کی جائے:**

تختی نمبر 02 میں اساتذہ پہلے حرف کو اچھی طرح ادا کرنے کے بعد دوسرا حرف بغیر وقفہ اور فصل کے ادا کرائیں، ورنہ بچے 'بلب' کو بلمبا پڑھتے ہیں جبکہ اس کا صحیح تلفظ "با، لام، با" ہے، کیونکہ اصل حرف تو شوشہ ہی ہے ورنہ نقطے تو بعد میں عجمیوں کی سہولت کی خاطر لگائے گئے ہیں، کیونکہ صحابہ کرامؓ کے دور میں مصاحفِ عثمانی نقطوں سے خالی تھے۔

(قواعد ہجاء القرآن صفحہ نمبر 108)

## ’ف اور ق‘ کا فرق کیسے سمجھائیں:

البتہ جن حروف کی شکلیں مرکبات میں یکساں ہوں، ان کا فرق اچھی طرح سمجھایا جائے، مثال کے طور پر ’ف‘ اور ’ق‘ کی شکلیں مرکبات میں ایک جیسی ہیں، تو بچوں کو سمجھائیں کہ ایک نقطہ ’ف‘ کا ہوتا ہے، اگر اسی شکل پر دو نقطے ہوں تو ’ق‘ ہو جائے گا۔

## مرکبات میں ’ب، ت، ث، ن اور ی‘ کو پہچاننے میں بچے کی مشکل کا حل:

اسی طرح ’’ب، ت، ث، ن اور ی‘‘ ان حروف کی شکلیں مرکبات میں ایک جیسی ہوتی ہیں فرق صرف نقطوں کا ہوتا ہے، لہٰذا بچوں کے سامنے ان کا فرق بھی نقطوں سے واضح کریں کہ، دیکھو بچو! ایک نقطہ نیچے ہو تو یہ ’ب‘ ہوگا، اور اگر ایک نقطہ اسی شکل پر بجائے نیچے کے اوپر ہو تو ’نون‘ کہلائے گا اور اسی طرح کی شکل پر دو نقطے ہوں تو ’ت‘ بن جائے گا اور یہی دو نقطے نیچے ہوں تو ’ی‘ ہوگی۔

## بچے کو ’ث‘ اور ’ش‘ کا فرق کیسے سمجھائیں؟

اسی طرح ’ث‘ اور ’ش‘ کے نقطے تین ہی ہوتے ہیں، فرق یہ ہے کہ اگر ایک دندانہ ہو تو ’ث‘ ہوگا، اور اگر تین دندانے ہوں تو ’ش‘ ہوگا، یہ محض اشارہ دیا گیا ہے، اساتذہ کرام اپنی صلاحیت کے اعتبار سے آسان انداز میں سمجھانے کی کوشش کریں۔

**مرکبات کی مشق میں بچہ حروف نہیں پہچان رہا تو کیا کریں؟** مرکبات کی تختی میں اگر بچہ حروف اور شوشوں کی پہچان نہیں کر رہا تو اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ بچے کو مفردات کی تختی میں لیجائیں، اور پوچھیں کہ بیٹا بتلاؤ یہ کونسا حرف ہے؟ اگر بچہ بتلا دے تو ٹھیک ہے ورنہ آپ ہی بتلائیے اور بچے کو بتادیں کہ بیٹا اس تختی کے حروف بھی تو وہی تختی نمبر 01 والے ہیں استاد کے اس انداز سے بچے کی صلاحیت اجاگر ہوگی، ان شاء اللہ۔

## بچے کے بار بار سوال پر ناگواری کا جواز بالکل نہیں:

دورانِ تدریس ممکن ہے، طلبہ بار بار آپ سے سوال کرتے ہیں، اس صورت میں آپ کو

غصہ ضرور آئے گا، لیکن آپ نے غصہ پر قابو رکھنا ہے، کیونکہ آپ کا تو کام ہی یہی ہے کہ طریقہ تعلیم کے مطابق محنت کریں اور دعاؤں کے ذریعے طلبہ کو کامیاب بنانے کی فکر کریں اور بس۔ اس تدبیر سے ان شاء اللہ آپ کی محنت جلد رنگ لائے گی۔

## پڑھنے میں بچے کی غلطی پر غصہ سخت افسوس کا مقام ہے:

بعض اساتذہ محنت کے عادی ہی نہیں ہوتے، جب استاد نے ایک مرتبہ سبق پڑھایا پھر بچہ پوچھنے پر صحیح نہ سنا سکا تو استاد اس معصوم کی اچھی خاصی پٹائی کرنے سے بھی نہیں چوکتے، حالانکہ سوچنے کی بات ہے، کہ اگر ان معصوم اور بھولے بھالے بچوں کو پڑھنا آتا تو یہ بچے آپ کے پاس کیوں آئیں، استاد کا کام صرف یہ ہے کہ وہ طریقہ نبوی ﷺ کے مطابق بچوں کو تعلیم دیں کیونکہ استاد کو تنخواہ اس لئے نہیں ملتی کہ بچے کی بے دردی سے پٹائی کرے، بلکہ یہ خطیر رقم اس لئے دی جاتی ہے کہ بچے کو انتہائی شفقت سے پڑھائے، ویسے بھی مار پٹائی کا نتیجہ اساتذہ سے مخفی نہیں، (یہ کتاب اس کی متحمل نہیں ورنہ تو بیسیوں مثالیں آپ کے سامنے رکھ دیتا)۔

## أ، ؤ، ئ کیسے پڑھایا جائے:

مرکبات کی تختی میں تین حروف ہیں (أ، ؤ، ئ) یہ پڑھنے میں صرف ہمزہ ہی آتا ہے، نیچے والے حرف پڑھنے میں نہیں آتے خوب ذہن نشین کرائیں، ان حروف کا رسم الخط قرآن کریم میں کئی جگہ آیا ہے۔ مثلاً خَطَأً، نَبَؤٌ، قُرِئَ وغیرہ۔

## باشعور اور سمجھدار بچوں کو أ، ؤ، ئ کیسے پڑھائیں؟

البتہ بڑے اور سمجھدار بچوں کو ''ہمزہ بشکلِ الف، ہمزہ بشکلِ واؤ، ہمزہ بشکلِ ی'' پڑھایا جائے، تا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ اگر ہمزہ ہی پڑھنا ہے تو پھر نیچے یہ حروف کیوں لکھے گئے ہیں۔ مقصود تو صرف حروف کا پڑھنا اور شناخت کرنا ہی ہے، اس کے سوا کچھ نہیں۔

نکتہ: جس حرف پر جزم یا کوئی حرکت ہوتو اس کا دوسرا حرف پڑھنے میں نہیں آتا، البتہ یہاں دو حروف اس لئے لکھے گئے ہیں کہ حروفِ ہجاء میں سے ہمزہ ہی ایک ایسا حرف ہے جس کی مستقل کوئی شکل نہیں ہے، کہیں تو بشکلِ الف، اور کہیں بشکلِ واوٗ، اور کہیں بشکلِ یٰ لکھا جاتا ہے، اور کہیں 'محذوف الشکل' یعنی بے صورت بھی ہوتا ہے۔ اور عین کا سِرا اسکی شکل نہیں بلکہ اس کی علامت ہے، ناواقف لوگ اس کو ہمزہ سمجھتے ہیں جبکہ یہ صرف بطور علامت کے لکھی گئی ہے، تاکہ پڑھنے والے یہاں ہمزہ کو 'و' اور 'ی' نہ پڑھیں بلکہ ہمزہ پڑھیں۔

## 'واوٗ' اور 'یٰ' پر ہمزہ کی علامت کیوں ضروری ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ 'واوٗ' اور 'یٰ' چونکہ حرکت اور جزم دونوں کو قبول کرتے ہیں، اس وجہ سے ان دونوں پر تو علامت بنانے کی ضرورت تھی، ورنہ تو قاری صاحبان یُؤْمِنُوْنَ کو یُوْمِنُوْنَ اور نَبِیٔ کو نَبِیْ پڑھتے ہیں، بخلاف الف کے کیونکہ الف حرکت اور جزم سے ہمیشہ خالی ہوتا ہے، الف پر حرکت یا جزم خود ہی بتاتی ہے کہ یہ الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے، جیسے مَأْکُوْلٍ اور اِقْرَأْ وغیرہ اب ان دونوں کلموں میں الف نہیں بلکہ در حقیقت دونوں میں ہمزہ ہی ہے۔

## 'ہمزہ' کے بارے میں غیر ضروری بحث کیوں؟

بعض اساتذہ کو دیکھا گیا ہے کہ وہ صرف ہمزہ پڑھنے اور پڑھانے کو خواہ مخواہ موضوع بحث بنا لیتے ہیں، در حقیقت جو لوگ اس بحث مباحثہ میں پڑتے ہیں، وہ قواعدِ تجوید اور قرآنی رَسْمُ الْخَطِّ سے واقف ہی نہیں، ان احباب کے لئے بندہ کی رائے یہ ہے کہ اپنے اساتذہ پر کلّی اعتماد کریں، جن کی زندگیاں پڑھنے پڑھانے اور تعلیمی تجربات میں گزری ہیں۔ فضول مباحث میں وقت ضائع نہ کریں۔

# تختی نمبر 03 زبر مفرد

## 'زبر' کو پڑھنے میں احتیاط:

زبر کو زبر اس لئے کہتے ہیں کہ زبر کی وجہ سے حرف کی آواز ہل جاتی ہے، زبر کو احتیاط سے ادا کرائیں ورنہ بے موقع بڑھا دینے سے قرآن پاک میں بہت سے حروف زیادہ ہو جائیں گے اور اسی طرح بے موقع گھٹا دینے سے بہت سے حروف کم ہو جائیں گے، زبر کو معروف پڑھائیں، مجہول پڑھنا لغتِ عربیہ اور صفتِ قرآنیہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ معروف پڑھنا ہی اداء متواتر و قطعی ہے۔

## 'زبر معروف' اور 'زبر مجہول'

معروف زبر وہ ہے جو کامل ہو، خالص ہو، عمدہ اور ہلکا ہو، جس کو سننے والا آسانی کے ساتھ سمجھ لے، سننے والے کو کسی دوسری حرکت کا شبہ بالکل نہ رہے، اور مجہول زبر وہ ہے، جو ناقص ہو، سننے والے کو کسی دوسری حرکت کا شبہ رہے اور لطیف طبیعت کو اسکا سننا گراں گزرتا ہو۔ (احسن التجوید ص ۱۰۲)

## 'زبر' آدھے الف کے برابر ہے:

'ایک زبر' نصف الف ہوتا ہے، اسی لئے جس طرح الف معروف پڑھا جاتا ہے، زبر کو بھی معروف پڑھنا چاہیے۔ یعنی 'بَ' با زبر بَ، درست۔ 'بَ' بـا زبر بَا' غلط ہے۔ انشاءاللہ آئندہ صفحات میں تفصیل سے آئے گا۔

## 'الف' اور 'ہمزہ' میں فرق:

یہ بات توجہ طلب ہے کہ الف اور ہمزہ میں اس طرح فرق کیا جائے کہ الف ہمیشہ نرمی

کے ساتھ بغیر جھٹکا دیئے پڑھا جائے، جبکہ ہمزہ ساکنہ ہمیشہ جھٹکے کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔اور ویسے بھی ہمزہ میں سختی ہے،اس کو مضبوطی سے تو ادا کرائیں،مگر اتنا نہیں کہ ناف بھی ہل جائے۔ (تسہیل القواعد ص ۶۵)

ہمزہ کی دو صورتیں:

01: بصورتِ اَلِف جب کہ اس پر کوئی حرکت یا سکون ہو۔

02: بصورتِ عین کے سرے کی، ہاں ہمزہ کو سختی سے ادا کرائیں، صحیح ادا تو استاد سے سننے پر ہی موقوف ہے۔

جوڑ کی اہمیت:

زبر والی تختی میں بچوں کو سب سے پہلے جوڑ کرنا سکھائیں، کیونکہ جوڑ ہی رواں کی کنجی ہے، کہ اگر کوئی لفظ زبان پر نہ چڑھ سکے تو اس کے حرفوں کو باہم ملانے سے وہ لفظ زبان پر چڑھ جاتا ہے۔ (قواعد ہجاء القرآن صفحہ 139)

جوڑ کا ضابطہ

جوڑ کراتے وقت پہلے حرف کا نام لیں اور پھر حرکت کا، جوڑ کے بعد بچوں کو رواں بار بار سکھائیں اور اتنا پڑھوائیں کہ بچوں کی عادت ہی رواں پڑھنے کی ہو جائے اور عبور بھی رواں پر ہی ہو،زبر والی تختی میں بچوں کو مخارج کے نام بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ قاعدہ پڑھا رہے ہیں، تجوید تو نہیں پڑھا رہے،اور ویسے بھی اس وقت صرف صحیح تلفظ سے بچوں کو واقف کرانا مقصود ہے، علمی انداز سے سمجھانے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ ان نونہالوں کا ذہن ان چیزوں کو محفوظ کرنے کا متحمل ہی نہیں ہے، ویسے بھی قاعدہ پڑھانے کا مقصد بچوں کو جوڑ میں ماہر اور عامل بالتجوید بنانا ہے عالم بالتجوید نہیں، اور زبر پڑھاتے وقت منہ اور آواز کھول کر زبر ادا کرائیں۔

**زبر کا تلفظ:** یاد رکھیں! زبر کا تلفظ تین حرفوں سے مرکب ہے، (ز، ب، ر) بعض بچے زبر کو زَوَرْ پڑھتے ہیں یہ غلط ہے، اب چونکہ حرکات میں زبر پہلی حرکت ہے اس وجہ سے

اساتذہ کرام بچوں کو یہیں سے صحت لفظی کے ساتھ زبر سکھادیں۔

**بچہ کلام اللہ درست پڑھنے لگے یہی کامیابی ہے:**

قابلِ قدر اساتذہ کرام! یہی قرآن کریم کی صحیح خدمت ہے اگر یہاں استاد کی بے توجہی یا سست روی کی وجہ سے بچے غلط اور مجہول پڑھتے رہے، اور اسی طرح غلط پڑھتے پڑھتے قاعدہ مکمل کرلیا پھر ناظرہ یا حفظ میں چلا گیا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کی تعلیمی عمارت کی بنیاد ٹیڑھی رکھ دی گئی ہے، ظاہر ہے کہ ناقص اور غیر معیاری بنیاد پر تعمیر ہونے والی عمارت تو لوگوں کیلئے موت کا سامان ہی لائے گی، بس سمجھ لیں کہ ایسا ناقص اور غلطیوں سے بھرپور قرآن پڑھنا کس قدر خسارے کا باعث ہوگا، استاد اور شاگرد دونوں کا وقت اور محنت برباد ہوگئی۔

**لفظ جوڑنے اور رواں پڑھنے کی بہترین صلاحیت کیسے پیدا کی جائے؟**

اب زبر والی تختی پڑھانے کے بعد امتحان کا طریقہ یہ ہے کہ استاد کسی بچے سے کسی بھی زبر والے حرف کا رواں پوچھے، اگر بچے نے بغیر ہونٹ ہلائے اور بغیر خاموش رہے اس حرف کا رواں پڑھ لیا تو یہ بچہ کامیاب ہے، ورنہ نہیں، دوبارہ محنت کرائیں۔ کیونکہ بنیاد ہی یہی ہے۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ استاد بچے سے پوچھیں کہ فلاں سطر میں کس کس حرف پر زبر ہے اور بچہ سطر کی ابتداء سے انگلی پھیرنا شروع کرے اور سطر کے آخر تک ہر زبر والے حرف کا رواں بلا تکلّف پڑھتا جائے تو یہ بچہ بھی کامیاب ہے، ورنہ استاد دوبارہ محنت کرائیں۔

**۲ لفظ کے جوڑ میں دوسرا پہلے سے ملا کر پڑھائیں:**

مرکبات کی مشق پڑھاتے ہوئے معلّم اس بات کا خیال رکھے کہ ہر حرف کو اس سے پہلے والے حرف کے ساتھ ملا کر کہلایا کریں، تجربہ یہ ہے کہ بچے ملانے کے اس طریقے سے پہلے جوڑ اور پھر رواں میں ماہر بن جاتے ہیں۔

# تختی نمبر 04 زیر مفرد

**لفظ کو بے موقع لمبا کرنے کا نقصان:**

زیر کو زیر اس لئے کہتے ہیں کہ زیر کی وجہ سے بھی حرف کی آواز بل جاتی ہے، زیر کو احتیاط سے ادا کرائیں، ورنہ بے موقع بڑھا دینے سے قرآن پاک میں بہت سے حروف زیادہ ہو جائیں گے، اور اسی طرح بے موقع گھٹا دینے سے بہت سے حروف کم ہو جائیں گے۔

**زیر کو مجہول پڑھنے سے بچنا کیوں ضروری ہے؟**

زیر کو معروف پڑھائیں مجہول پڑھنا لغتِ عربیہ اور صفتِ قرآنیہ کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ معروف پڑھنا ہی اداء متواتر و قطعی ہے۔

**زیر معروف اور زیر مجہول میں کیا فرق ہے؟**

معروف زیر وہ ہے جو کامل ہو، خالص ہو، عمدہ اور ہلکا ہو، جس کو سننے والا صفائی کے ساتھ سمجھ لے، سننے والے کو کسی دوسری حرکت کا شبہ بالکل نہ ہو۔

اور مجہول زیر وہ ہے جو ناقص ہو، اور سننے والے کو کسی دوسری حرکت کا شبہ رہے، اور لطیف طبیعت کو اس کا سننا گراں گزرتا ہو۔

**فائدہ:** ایک زیر نصف 'ی' ہوتی ہے، معروف زیر یہ ہے کہ اس کے کھینچنے سے یاء معروف پیدا ہو جائے، جیسے جَمِیْل کی یاء معروف ہے اور دروَیْش کی یاء مجہول ہے۔

**لفظوں کا جوڑ اور ہجے کرانے کا مقصد کیا ہے؟**

یاد رکھیں! حرکات کی تختی میں جوڑ مقصود نہیں ہے البتہ جوڑ کا مقصد بچوں میں رواں پڑھنے کی استعداد پیدا کرنا ہے اور بس، ویسے بھی بچوں کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ کم از کم

استاد خود اہتمام سے صحیح ادا کریں اور بچوں کو صرف یہ بتا دیں کہ پیارے بچو حرکت والے حرف کو پڑھنے کا بالکل درست اور صحیح طریقہ یہ ہے۔

### زیر کو پڑھنے کا بالکل درست اور صحیح طریقہ کیا ہے؟

جہاں بھی زیر آئے تو اس کو یائے معروف کی سی بو دے کر پڑھائیں، یہ کام صرف خوب مشق کرنے والا قاری ہی کر سکتا ہے، بو دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو کھینچا جائے تو یائے معروف پیدا ہو، مجہول نہیں، زیر کو پڑھاتے وقت منہ اور آواز پست کر کے ادا کرائیں۔

### لفظ 'زیر' کا درست اور صحیح تلفظ کیسے ادا کیا جائے؟

یاد رکھیے! زیر کا تلفظ تین حرفوں سے مرکب ہے، (ز، ی، ر) زیر کو بھی معروف ہی ادا کرائیں، بعض بچے زیر کو جلدی میں زِرُ پڑھ دیتے ہیں جو کہ غلط ہے، کیونکہ حروف کی طرح حرکات کا پورا نام لینا بھی ضروری ہے۔

### دو حروف سے زائد لفظ کے جوڑ کیسے کروائے جائیں؟

مرکّبات پڑھاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اگر کوئی لفظ دو حروف سے زیادہ ہے تو ایک ساتھ سب کا جوڑ کرا کر رواں نہ پڑھوائیں، بلکہ دو کے بعد ہر ایک کو ملاتے جائیں، اور پورے کو رواں پڑھواتے جائیں۔

# تختی نمبر 05 پیش مفرد

پیش، کو 'پیش' کیوں کہتے ہیں؟

پیش کو پیش اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے بھی حرف کی آواز ہل جاتی ہے، پیش کو احتیاط سے ادا کرائیں، ورنہ بے موقع بڑھا دینے سے قرآنِ پاک میں بہت سے حروف زیادہ ہو جائینگے، اور اسی طرح بے موقع گھٹا دینے سے بہت سے حروف کم ہو جائینگے، پیش کو معروف پڑھائیں، مجہول پڑھنا صفتِ قرآنیہ اور لغتِ عربیہ کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ معروف پڑھنا ہی ادائے متواتر و قطعی ہے۔

## پیش معروف اور مجہول

معروف پیش اور مجہول پیش میں کیا فرق ہے؟

معروف پیش وہ ہے جو کامل ہو، خالص ہو، عمدہ اور ہلکی ہو، جس کو سننے والا آسانی کے ساتھ صفائی سے سمجھ لے، سننے والے کو کسی دوسری حرکت کا شبہ بالکل نہ رہے، اور مجہول پیش وہ ہے جو ناقص ہو اور سننے والے کو کسی دوسری حرکت کا شبہ ہونے لگے اور لطیف طبیعت کو اس کا سننا گراں گزرتا ہو۔

معروف پیش کی پہچان،

ایک پیش نصف واؤ کے برابر ہوتا ہے۔ معروف پیش یہ ہے کہ اس کے کھینچنے سے واؤ معروف پیدا ہو، جیسے نُـوْر کا واؤ معروف اور 'مور' کا واؤ مجہول ہے۔ (جیسا کہ اردو میں پڑھا جاتا ہے)۔

فائدہ: یاد رکھیئے! غبی، کند ذہن اور کمزور استعداد والے طلبہ کو کامیاب بنانا ہی اصل کمال اور تدریس کا بھرپور حق ادا کرنا ہے۔

اس حقیقت سے تو کوئی ذی شعور انسان انکار نہیں کرسکتا کہ ذہین و فطین اور حصول علم کا شوق رکھنے والے بچوں کو تو کمزور استعداد والا استاد بھی باآسانی کامیابیوں کی منزل تک پہنچا دے گا۔ ذہین اور شوق رکھنے والے طلبہ کو پڑھانا مشکل نہیں، تجربہ شاہد ہے کہ اساتذہ کی تھوڑی سی فکر، محنت اور لگن سے بچے پورے شوق سے اپنا کام بھی کرتے ہیں اور تعلیمی میدان میں ایسی مثال بن جاتے ہیں کہ ان کے تذکرے گھر گھر میں عام ہوجاتے ہیں۔

اس کے برعکس اگر استاد کی توجہ اپنے کام کے بجائے دیگر فضولیات کی طرف مرکوز رہتی ہے جس کی وجہ سے تعلیم و تعلم کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے، اور اس سے زیادہ افسوس ناک اور فکر کی بات یہ ہے کہ علم کے میدان میں ایسے بدذوق افراد کی موجودگی ذہین و فطین اور حصول علم کا شوق رکھنے والے طلبہ کو بھی کاہل اور سست بنا دیتی ہے اور صرف اسی پر بس نہیں، بلکہ ایسی صفات رکھنے والا استاد بہتر سے بہتر طریقہ تعلیم اور اچھی شہرت کے حامل اداروں کی بدنامی کا سبب بھی بن جاتے ہیں۔

## پیش کو کیسے پڑھا جائے؟

پیش کو واؤ معروف کی سی بُوُ دیکر پڑھائیں، پیش کو پڑھاتے وقت ہونٹ گول ہونے کے لئے کچھ آگے کو بڑھ جاتے ہیں، اور پیش کا تلفظ بھی تین حرفوں سے مرکّب ہے، (پ، ی، ش) بعض بچے پیش کو جلدی سے پِشُ پڑھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔ اساتذہ کرام کو چاہئے کہ اگر خود اپنی ادائیگی میں کچھ کمزوری محسوس ہو تو سب سے پہلے خود اپنا تلفظ درست کریں اس کے بعد پھر اپنے طلبہ کو حرکات کا تلفظ درست کرائیں۔

## استاد کے تلفظ میں اصلاح کی گنجائش ہرگز نہ رہے:

اگر اساتذہ کرام کا تلفظ ہی اصلاح طلب ہے، اور ان کی اس جانب توجہ نہیں کہ اپنے

تلفظ کی اصلاح کا کوئی سامان کریں۔تو ایسے استاد کے طلباء کا تلفظ درست ہونے کی توقع رکھنا نادانی اور خام خیالی کے سواء کچھ نہیں۔

## طلبہ کی کامیابی کا ذمہ دار سب سے پہلے استاد ہے:

طلبہ کو کامیاب بنانا اساتذہ کی ذمہ داری ہے نہ کے دوسرے طلبہ یا کسی اور کی ،اگر استاد صاحب کسی بھی وجہ سے محنت اور کوشش سے نہیں پڑھا سکتے تو ناحق بچوں کی عمر اور استعداد برباد نہ کریں ، کیونکہ بے صلاحیت استاد کے ہاتھ میں قوم کے نوخیز پھولوں کا مستقبل تھمانا معاشرے میں پائی جانے والی ہر بداخلاقی میں ملوث ہونے سے زیادہ بدتر ہے۔

کیونکہ راہزن یا چور کے ہاتھوں شکار ہونے والے کا نقصان پورا ہوسکتا ہے، ضائع ہونے والے مال کا بدل مل سکتا ہے، چھینے گئے مال کا بدل ملنا بھی ممکن ہے،لیکن کسی بچے کی بہترین صلاحیتیں ضائع کر دی جائیں، یا اس کا وقت برباد کر دیا جائے تو یہ نقصان پورا ہونا ممکن نہیں۔ایسی کوتاہیوں سے ہر صورت بچنے کی کوشش انتہائی ضروری ہے۔اس معاملے میں لحہ بھر تاخیر نہ کی جائے۔کہیں بچے کی عمر اور آپ کی محنت ضائع نہ ہو جائیں۔

## قاعدہ پڑھنے کا مقصد کیا ہے؟ خوب سمجھ لیں:

یاد رکھیے ! قاعدہ بنیاد ہے اللہ کی مقدس ترین کتاب کو درست انداز میں پڑھنے کا، اگر استاد نے قاعدہ پڑھاتے ہوئے بچوں کو جوڑ اور صحیح تلفظ نہ سکھایا تو گویا کہ اس استاد نے تعلیم کی صحیح اور ٹھوس بنیاد ہی نہیں رکھی ، اور اگر جوڑ تو صحیح سکھائے لیکن تلفظ صحیح نہیں یا تلفظ درست ہے مگر جوڑ کرنے میں کمزور ہے تب بھی قرآن درست پڑھنے میں کمزوری کا قصوروار استاد ہے۔

# تختی نمبر ۶: ’تنوین دوزبر مفرد‘

## تنوین کے معنی ہیں آواز دینا:

تنوین اس نون ساکن کا نام ہے جو اصلی حروف سے زائد ہوتا ہے، پڑھنے میں تو آتا ہے لیکن لکھنے میں نہیں آتا، ملا کر پڑھنے کی صورت میں باقی رہتا ہے، اور وقف کی صورت میں یا تو حذف ہو جاتا ہے، یا الف سے بدل جاتا ہے، البتہ لکھتے وقت کسی شکل کے بغیر دو حرکتیں لکھ دیتے ہیں۔

## تنوین کس جگہ آتی ہے؟

تنوین ہمیشہ آخر کلمہ میں ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ آخری حرف کی حرکت کے تابع ہوتی ہے، تنوین اگرچہ اصلی حروف سے زائد ہوتی ہے لیکن احکام اس پر وہی حروف اصلی والے ہی جاری ہوتے ہیں۔

## تنوین درحقیقت ساکن ہے یا متحرک؟

تنوین حقیقت میں اصلِ وضع کے اعتبار سے نون ساکن ہوتی ہے۔ اور کتابت میں یہ بشکل نون نہیں لکھا جاتا، بلکہ نون کی آواز کو ظاہر کرنے کیلئے دوزبر، دوزیر یا دوپیش لکھ دیئے جاتے ہیں۔

## تنوین کیساتھ ’الف‘ اور ’ی‘ کا حکم کیا ہے؟

اگر دوزبر کی تنوین کے ساتھ کہیں ’الف‘ اور کہیں ’ی‘ لکھی ہو تو ایسے ’الف‘ اور ’ی‘ حکم کے اعتبار سے ساکت ہوتے ہیں اس وجہ سے ’الف‘ اور ’ی‘ پر کسی حرکت یا سکون کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، لہٰذا رسم الخط میں ’الف‘ اور ’ی‘ کا لکھنا واجب ہے اور جوڑ میں ان دونوں کے سکوت کا ہونا واجب ہے۔ البتہ وقف میں باقی رکھنے کا حکم لگایا جائے گا چاہے حذف ہو جائے، یا

الف سے بدل جائے۔ ویسے بھی جوڑ میں دو ساکنوں کا اکٹھا پڑھنا محال اور مشکل ہے، کیونکہ 'الف' اور 'ی' بھی ساکن اور تنوین بھی ساکن ہوتی ہے۔ اس لئے جوڑ میں 'الف' اور 'ی' کا نام نہیں لیتے۔

خَبِیْرًا کا الف اور هُدًی کی یا نہیں پڑھی جائیگی:

یوں تو مصاحفِ عثمانی میں قاعدے کے مطابق تنوین محذوف الرسم ہوتی ہے، مگر علامت نصبی کے طور پر دوزبر کی تنوین کے بعد عموماً ایک زائد الف ہوتا ہے، جو پڑھنے میں نہیں آتا، جیسے خَبِیْـــرًا۔ اور کہیں دوزبر کی تنوین کے بعد الف کی طرح 'ی' زائدہ بطور علامت لکھی تو جاتی ہے مگر پڑھنے میں نہیں آتی، جیسے هُدًی۔ اور کبھی تنوین بغیر کسی علامت کے بھی ہوتی ہے، جیسے رَحْمَةٌ، نِعْمَةٌ یہاں نہ 'الف' ہے اور نہ 'ی'۔

## ''جوڑ کا اہم ترین اصول''

کیا بچوں کے سامنے استاد کا درست طریقہ سے پڑھ دینا کافی ہے؟

جوڑ سے متعلق اہم ترین اصول یہ ہے کہ جوڑ میں صرف اسی حرف کا نام لیا جائے جو حرف پڑھنے میں آئے اور جو حرف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا، جوڑ میں اس کا نام بھی نہیں لیا جاتا، حقیقت یہ ہے کہ بچوں کو استاد کا جوڑ کرا دینا ہی کافی ہے، علمی انداز میں ہر چیز کو بچوں کے سامنے وضاحت سے بیان کرنا ضروری نہیں، کیونکہ بچوں کے سامنے استاد کا ہر عمل سیکھنے اور تقلید کرنے کے قابل ہے، اس لئے استاد کا درست انداز میں پڑھ دینا ہی کافی ہے۔

اظہار، اقلاب، ادغام اور اخفاء کیا ہیں؟

یاد رکھیں! تنوین کے باب میں 'حروف حلقی' تنوین کے بعد ہو تو 'اظہار' ہوتا ہے، حرف 'ب' ہو تو 'اقلاب' ہوتا ہے۔ 'حروف یرملون' ہو تو 'ادغام مع الغنۃ' اور 'بلا غنۃ' ہوتا ہے اور 'بقیہ پندرہ حروف' میں سے کوئی حرف آئے تو 'اخفاء مع الغنۃ' ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے تختی نمبر ۲۰ صفحہ [۶۸] ملاحظہ فرمائیں)۔

## کیا آپ اخفاء مع الغنّہ اور مطلق غنّہ میں فرق جانتے ہیں؟

اخفاء مع الغنّہ اور مطلقاً غنّہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، بعض غلطیاں موروثی چلی آرہی ہیں، استاد نے جیسے سنا ہمیشہ سے ویسے ہی پڑھتا اور پڑھاتا چلا آرہا ہے، کسی بھی استاد کا اس طرف خیال بھی نہیں جاتا، کہ غنّہ اور اخفاء مع الغنّہ میں کوئی فرق بھی ہے یا نہیں۔

## ''حروف کی اصل اظہار ہے مگر قرآن پڑھانے والے کا اصل کام'':

واضح رہے کہ حروف اور کلمات میں اظہار اصل ہے۔ بہر حال اس کا تعلق اسلام کے انتہائی بنیادی عقائد سے نہیں، بعض افراد خواہ مخواہ اسکو موضوع بحث بنا لیتے ہیں۔ قرآن پڑھنے پڑھانے کے دوران بچوں کو تو آیات قرآنی درست انداز میں جوڑنے اور پھر بغیر رُکے روانی کے ساتھ پڑھنے کی تعلیم اپنے اکابر اساتذہ کے طریقے کے مطابق ہی دینی چاہیے، ان کے علاوہ اضافی چیزوں کے تذکرے سے بچوں کی توجہ غیر اہم امور کی جانب چلی جائے گی، اور قرآن درست انداز میں پڑھنے اور پڑھانے کا اہم ترین کام پس پشت چلا جائے گا، جو کہ یقیناً ہمارا مقصود نہیں۔

## لفظ جوڑنے کیساتھ روانی سے پڑھنے کی مشق:

قواعد ہجاء القرآن صفحہ ۱۰۵ پر لکھا ہے کہ تنوین کی اس تختی میں معلم خصوصی توجہ کے ساتھ بار بار الفاظ جوڑنے کی مشق کرانے کے ساتھ ساتھ روانی کے ساتھ بغیر رُکے پڑھنے کی مشق بھی ضرور کرائیں صرف جوڑنے اور ہجے کرنے پر اکتفاء نہ کریں۔

## بچے کا تلفظ کیسے درست کیا جائے؟

الفاظ جوڑنے اور بغیر رُکے روانی کے ساتھ پڑھتے ہوئے بچوں کے تلفظ کو بھی اچھی طرح سنیں اور عین اس وقت جب وہ کسی لفظ کی ادائیگی میں غلطی کریں اسی لمحہ بچے کی توجہ اس جانب کروائیں، ساتھ ہی لفظ کی درست ادائیگی کرائیں، بس پوری محنت اور لگن کے ساتھ اس طریقے پر چلتے ہوئے مشق جاری رکھیں، انشاء اللہ نتیجہ خوش کن ہی ہوگا۔

## طلبہ کا درست اندازِ تلاوت آپ کا سر فخر سے بلند کردیگا

ہمارا کام تو صرف قابل اصلاح امور کی نشاندہی کرنا ہے، اصل ذمہ داری تو اساتذہ کی ہے، کہ اس موقع پرستی کو ہرگز اپنے قریب نہ آنے دیں، ماشاءاللہ اب تک تو آپ کی محنت درست انداز میں جاری ہے، انشاءاللہ بہت جلد آپ اپنے طلبہ کو دیگر بچوں سے مختلف محسوس کریں گے اور یہی موقع آپ کا سر فخر سے بلند کردے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو وہ دن دور نہیں جب آپ کے شاگردوں کا تعارف اس طرح کروایا جائے کہ ''یہ فلاں کا شاگرد رشید ہے''۔ یقیناً اللہ کے کلام کی نسبت سے آپ کے شاگردوں کا اس طرح تذکرہ آپ کی دنیا وآخرت میں کامیابی کی دلیل ہے۔

## بچے کی پٹائی سے بچنے کا راستہ کیا ہے؟

محنت اور عملی مشق کرنے سے استاد اور شاگرد دونوں کو فائدہ ہوتا ہے اور جب بچے کو سبق یاد نہ ہو تو اس صورت میں استاد کو غصہ آتا ہے اور نوبت پٹائی تک آجاتی ہے۔ استاد کے غصے اور پٹائی سے بچنے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ استاد سبق پڑھانے کے بعد امتحانی عمل کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اس امتحانی عمل کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ استاد اپنی تعلیمی ذمہ داری کو نبھائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ بچہ پٹائی سے بچ جائے گا کیونکہ استاد کا مقصد تو صرف تعلیمی کام کرنا ہے اس کے لیے کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

## لفظ کو جوڑنے کا درست طریقہ کیا ہے؟

قرآنی علم الھجاء کا ضابطہ ضرور ذھن نشین رکھیں کہ جو حرف زبر، زیر، پیش اور جزم سے خالی ہوتا ہے وہ پڑھنے میں نہیں آتا اور جو پڑھنے میں نہیں آتا تو جوڑ میں اس کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ خواہ کتابت کی رو سے وہ دوسرے حرفوں کی طرح مکمل ہو یا دوسرے حرفوں سے بالکل جدا ہو اور چھوٹا سا لکھا ہوا ہو۔ (قواعد ہجاء القرآن ص ۱۰۷)

# تختی نمبر ۷: 'تنوین دو زیر مفرد'

تنوین کی تختی میں استاد بچے کو کچھ نہ بتائے:

حضرت مولانا نور محمد حقانی لدھیانویؒ (متوفی ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۵ء) فرماتے ہیں کہ تنوین کی اس تختی میں پہنچ کر اب معلم کچھ نہ بتایئے، الفاظ جوڑنا اور بغیر رکے ملا کر پڑھنا دونوں صورتوں میں بچوں ہی سے پڑھوائیں، اگر خود بچے نہ پڑھ سکیں تو ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے، نرمی سے بتادیں اس میں بچوں کا قصور نہیں، بلکہ آپ کے طریقہ تعلیم کی خامی ہے۔ (فیض رحمانی ص ۱۱۳)

بہترین صفات والا معلم:

کوئی وجہ نہیں کہ معلم فکر مند ہے۔ بلا ناغہ مسلسل پوری محنت اور طریقہ تعلیم کے مطابق پڑھاتا ہے۔ پھر بھی بچہ جوڑ اور رواں دونوں طریقوں سے پڑھنے میں کمزور رہ جائے۔ بھرپور محنت اور کوشش کے بعد بھی بچہ مطلوبہ معیار تک رسائی حاصل نہیں کرسکا، اس پریشان کن صورت میں بھی فکرمند معلم اپنی محنت سے دستبرداری کے بجائے کمزوری کی وجہ تلاش کرتا ہے۔ کیونکہ معلم کو فکر ہے، بچہ سیکھنے کیلئے مکتب میں آئے اور خالی ہاتھ چلا جائے، یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ فتدبروا و تفکروا ایها الاخوة.

## تختی نمبر ۸: 'تنوین دو پیش مفرد'

بچوں کو سمجھائیں کہ دو زبر، دو زیر اور دو پیش کی تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آجائے تو وہاں غنہ نہیں ہوگا۔

استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل لاہوریؒ کے بقول لفظ اَنَا قرآن مجید میں ۶۵ مرتبہ آیا ہے، یہ لفظ اصل میں 'اَنَ' (بغیر الف کے) تھا۔ اور یہ ضمیر مرفوع منفصل ہے اور ضمیر مرفوع منفصل واحد متکلم کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور اس حالت میں چونکہ یہ لفظ رسماً و کتابۃً 'اَنْ اور اِنْ' جزم والے نون کے مشابہ ہوا۔ اس وجہ سے اب نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے، تاکہ یہ 'اَنْ اور اِنْ' سے جدا ہوجائے۔ (فیض رحمانی ص ۱۲۱)

### 'اَنَا' کا الف وقف میں پڑھا جائے:

البتہ یاد رہے کہ ملا کر پڑھنے کی صورت میں اس کا الف نہیں پڑھا جاتا۔ لیکن بحالت وقف مذکورہ الف کو حذف کرنا جائز نہیں، 'اَنَ' پڑھنے کی صورت ہے، وقف کرتے ہوئے 'اَنَا' پڑھیں گے۔ (معلم التجوید ص ۱۹۷)

### وقفاً 'اَنَا' کا الف باقی رکھنے کی وجہ:

بحالت وقف الف کو باقی رکھنا اس لغت کی وجہ سے ہے، جس میں یہ لفظ 'اَنَا' الف کے ساتھ ہے۔ کیونکہ واحد متکلم ضمیر مرفوع منفصل میں الف کا اثبات 'اَنْ ناصبہ' یا 'اَنْ مخففہ' کے ساتھ التباس سے بچنے کی بناء پر ہے۔

محقق العصر حضرت قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ (متوفی جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ بمطابق جون ۲۰۰۸ء مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ) فرماتے ہیں کہ الف کو باقی رکھنا لغت بنوتمیم کے موافق ہے۔

# تختی نمبر۹: 'جزم'

سکون کے معنی: سکون کے لغوی معنی ٹھہرنا ہے۔ اصطلاحاً: حرف کا بغیر حرکت کے ہونا یا اس پر جزم کا ہونا۔

سکون کا مطلب: ساکن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرف اس حال میں ہے کہ اس کے بعد مدہ کا ادا کرنا ممکن نہیں۔ (تسہیل القواعد ص۱۰)

ساکن نون وہ ہے جو لکھنے اور پڑھنے میں آئے وصل اور وقف میں باقی رہے۔
(فیض رحمانی ص۱۴۱)

جزم والے حرف کی اہم علامت

کسی حرف پر آواز کا رک جانا اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اس پر جزم ہے۔
(قواعد ہجاء القرآن ص۱۰۵)

**حرکت اور سکون کی مشق کیوں ضروری ہے:**

حرکت کو سکون اور سکون کو حرکت کی طرح ادا کرنے سے بچوں کو بچایا جائے۔ اور بچوں میں اس صفت کا پیدا کرنا بغیر مشق کے ممکن نہیں، ساکن حرف کی آواز میں مخرج کو جنبش نہ ہو ورنہ یا تو وہ قلقلہ ہو جائے گا، یا حرکت والا حرف بن جائے گا۔ (تسہیل القواعد ص۶۳)

حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ استاد جزم والے حرف پر نہ خود آواز ہلائیں اور نہ بچوں کو آواز ہلانے دیں، سوائے حروف قلقلہ کے، کیونکہ حروف قلقلہ کی صحیح اداء یہی ہے کہ ان میں آواز ہلائی جاتی ہے۔ (ملخص قواعد ہجاء القرآن ص۹۲)

'جزم' کا اصول:

جزم کی تختی میں یہ اصول یاد رکھیں! کہ واؤ ساکن سے پہلے زیر اور یا ساکن سے پہلے

پیش کی حرکت نہیں ہوتی۔

## ساکن حرف کے جوڑ کا طریقہ:

ساکن حرف کے جوڑ میں پہلے دونوں حرفوں کا نام لیا جائے پھر پہلے والے حرف کی حرکت کا نام لیا جائے۔

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ حرکت کا نام پہلے حرف کے ساتھ ہی لے لیا جائے اور جزم والے حرف کا نام اس کے بعد لیا جائے۔

## دونوں طریقوں کا مقصد تلفظ سمجھنا ہے:

بعض اساتذہ کرام اس کو موضوع بحث بناتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ کیونکہ مقصود تو دو حرفوں کے مجموعے کا جوڑ اور ان کا تلفظ ہی بتانا ہے، جو دونوں طریقوں سے حاصل ہوتا ہے زیادہ رائج اور مستعمل پہلا طریقہ ہی ہے۔ (اور بندہ نے بھی پہلے طریقے کو اختیار کیا ہے)۔

(ملخص قواعد ہجاء القرآن ص ۶۲)

بعض اساتذہ جزم کی تختی کو آسان سمجھ کر یوں ہی گزار دیتے ہیں جو کہ سست استاد کا کام ہے۔ فکرمند استاد کسی بھی مرحلے میں بے توجہی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

قابل قدر اساتذہ کرام! جس طرح جزم والا حرف تنہا ادا نہیں ہوتا، اسی طرح جوڑ میں بھی اس کا نام حرکت والے پہلے لفظ سے ملا کر لیا جاتا ہے تنہا نہیں لیا جاتا۔

(قواعد ہجاء القرآن ص ۱۰۴)

## تختی نمبر ۱۰: 'حروف قلقلہ'

فن تجوید میں قلقلہ کے معنی یہ ہیں کہ حرف کے ادا ہوتے وقت مخرج میں کچھ جنبش سی ہو، جس کی وجہ سے آواز لوٹتی ہوئی نکلے۔ (معلم التجوید ص ۹۴)

### ذیل میں قلقلہ کی کیفیت خوب واضح ہوگئی:

حروف قلقلہ کی ادائیگی کیلئے جب ایک عضو دوسرے عضو سے ملے تو صفت شدت اور جہر کی وجہ سے سختی اور قوت کے ساتھ ملے اور پھر ملنے کے بعد جدا ہونے کے وقت جو آواز پیدا ہوتی ہے، بس وہی قلقلہ ہے۔

### مختلف الفاظ میں قلقلہ کیسے ادا ہو:

'ق' کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو سے مل جائے، تب ہی 'ق' درست ادا ہوگا۔

'ج' کو ادا کرتے وقت زبان کا بیچ اپنے مقابل تالو سے اچھی طرح ملائیں۔

'د اور ط' کی ادائیگی کے وقت زبان کی نوک ثنایا علیا کی جڑوں سے ملانی ہوگی۔

'ب' کی ادائیگی کے وقت نیچے کا ہونٹ اوپر کے ہونٹ سے ملایا جائے اور علیحدہ ہونے تک 'ب' کی آواز جاری رہے۔

قلقلہ میں ساکن حرف کو حرکت (ملنے کی سی صورت) کے انداز میں پڑھتے ہیں، نہ کہ پوری حرکت کی طرح پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ استاد صاحب پہلے خود قلقلہ کی صحیح ادائیگی کسی مشاق اور ماہر فن استاد سے سیکھیں۔

### بچوں کی زبان میں قلقلہ کی تعریف:

بچوں کی زبان میں قلقلہ کہتے ہیں آواز کو مخرج میں ایسے اچھالنا جیسے گیند کو زمین پر

ماریں تو وہ اوپر اچھلتی ہے۔

**قلقلہ کہاں واجب اور کہاں جائز:**

'ق' میں قلقلہ واجب ہے جبکہ 'ط ب ج اور د' چار حروف میں جائز ہے۔حروف قلقلہ میں آواز ہلانی چاہیئے۔جس طرح حروف قلقلہ کے علاوہ باقی حرفوں میں آواز ہلانا غلط ہے۔اسی طرح ان میں آواز نہ ہلانا غلط ہے۔

**قلقلہ کی اقسام ثلثہ:**

قلقلہ کی تین قسمیں ہیں: ۱۔اقویٰ، ۲۔قوی، ۳۔ضعیف،

اگر حروف قلقلہ مشدّد ہو اور اس پر وقف بھی ہو تو قلقلہ کا اظہار سب سے زیادہ ہوگا، جیسے اَلْحَقُّ سے اَلْحَقْ ، وَتَبَّ سے وَتَبْ. اور اگر حروف قلقلہ ساکن ہو اور اس پر وقف ہو تو قلقلہ کا اظہار پہلی کی بنسبت کم ہوگا، جیسے خَلَقُ، يَسْرِقُ۔اور اگر حروف قلقلہ ساکن ہو اور اس پر وقف نہ ہو تو ہلکا سا قلقلہ ہوگا، جیسے اَبْوَابًا وغیرہ۔

**ساکن حرف کا وقف:**

اس تختی میں چونکہ وقف شروع کرایا جاتا ہے، اسی وجہ سے اگر کلمے کا آخری حرف ساکن ہو تو صرف سانس لینے سے ہی وقف ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں کرنا پڑتا۔اور اگر حرف کے آخر میں زبر، زیر، پیش، دو زبر یا دو پیش ہو، تو بحالت وقف ساکن کر دیں گے:

جیسے: بَصَرَ سے بَصَرْ۔

**گول 'ۃ' کا وقف:**

گول تا 'ۃ' (تائے مدوّرہ) جب وقف کی وجہ سے ساکن ہو تو پورے سکون کے ساتھ ادا کرائیں اکثر بچے ہائے ساکنہ کے بجائے الف پڑھتے ہیں، جیسے بَرَرَةٍ وقفاً بَرَرَهْ کو بَرَرَا پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے، اور لحن جلی ہے۔

# تختی نمبر۱۱: 'کھڑا زبر'

کھڑا زبر 'الف مدّہ' کی طرح ہے:

'کھڑا زبر' الف کے قائم مقام ہوتا ہے، یعنی یہ الف مدہ کی آواز دیتا ہے، اسی وجہ سے 'کھڑے زبر' کا تلفظ 'الف' کی طرح ہوتا ہے۔ (معلم التجوید ص 107)

'الف' اور کھڑا زبر میں فرق:

'الف' وہ ہوتا ہے جو یا تو کسی حرف سے مل کر لکھا ہو یا پھر حرف کے بعد ہو۔ جیسے: 'قَالُوا' میں 'الف' 'قاف' کے ساتھ اور 'واؤ' کے بعد ہے اور کھڑا زبر نہ تو حرف سے ملا ہوا ہوتا ہے اور نہ حرف کے بعد ہوتا ہے بلکہ حرف کے اوپر ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کو حرکت کہتے ہیں، الف نہیں کہتے۔

'بٰ کھڑا زبر با' یا 'بٰ کھڑی زبر با'

اس حرکت کو 'کھڑا زبر' یا 'کھڑی زبر' دونوں طرح پڑھنا درست ہے، کیونکہ مختلف زبانوں کے تلفظ میں مذکر مؤنث مختلف ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی جگہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح جمع' مفرد اور مفرد' جمع کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لغت کی کتابوں میں مثالیں بھری پڑی ہیں۔

البتہ اتنا خیال رکھنا ضروری ہے کہ 'جملہ' عام عادت وعرف کے بالکل خلاف غیر معروف اور اجنبی نہ لگے، جیسے 'مرد بیٹھی ہے'۔ ظاہر ہے کہ جملہ کی آواز کان سے ٹکراتے ہی سننے والا چونک جائے گا۔

لیکن جہاں دونوں طرح یعنی مذکر اور مؤنث استعمال سے خاص فرق نہیں پڑتا وہاں

بحث کی بھی گنجائش نہیں رہتی۔ جیسے: ''یہ کھڑا زبر ہے اور یہ کھڑی زبر ہے''، دونوں طرح بولا جاسکتا ہے۔

### کھڑا زبر اور کھڑی زبر کا لطیف فرق:

اردو کا ذوق رکھنے والے لطیف طبیعت کے اہل علم حضرات زبر کے ساتھ 'کھڑا' اور زیر کے ساتھ 'کھڑی' کے الفاظ کو پسند کرتے ہیں۔

### کھڑے زبر کی مقدار کتنی ہے؟

کھڑے زبر کی مقدار مد ایک الف سے کم ہے نہ زیادہ، اکثر اساتذہ کرام اس بات کا خیال نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر سورۃ الضحیٰ میں وَمَا قَلٰی کو وَمَاقَلَ اور سورۃ الاعلیٰ میں فَهَدٰی کو فَهَدَ پڑھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔

### 'مٰ'، اور 'نٰ' پڑھنے کا درست طریقہ:

کھڑا زبر کی تختی میں 'مٰ اور نٰ' کو خصوصی توجہ کے ساتھ پڑھائیں۔ اکثر بچے 'مَــانْ' اور 'نَــانْ' پڑھتے ہیں، یہ حرف کا اضافہ ہے جو کہ لحن جلی ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ 'مٰ اور نٰ' کے آخر میں نون غنہ کی آواز پیدا نہ ہونے دی جائے۔

# تختی نمبر۱۲: 'کھڑی زیر'

## کھڑی زیر'یائے مدہ، کی طرح ہے:

'کھڑی زیر'، 'یائے مدہ' کے قائم مقام ہوتی ہے، یعنی یہ 'یائے مدہ' کی آواز دیتی ہے۔اسی وجہ سے 'کھڑی زیر' کا تلفظ 'یائے مدہ' کی طرح ہوتی ہے۔ (معلم التجوید ص۱۵۶)

## کھڑی زیر'وہ حرکت جو حرف کے نیچے ہو:

کھڑی زیر نہ کسی حرف سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور نہ حرف کے بعد ہوتی ہے، بلکہ حرف کے نیچے ہوتی ہے، اس وجہ سے اس کو 'حرکت' کہتے ہیں 'ی' نہیں کہتے۔

## 'ہِ اور نِ' کو کیسے پڑھیں:

کھڑی زیر کی تختی میں بھی 'ہِ اور نِ' کو خصوصی توجہ سے پڑھائیں، بچے 'مِیں یا نِیں' پڑھتے ہیں، یہ حرف کا اضافہ ہے، جو کہ لحن جلی ہے۔

## کھڑی زیر کا استعمال:

کھڑی زیر کا بکثرت استعمال 'ا، ہ، ی' میں ہوتا ہے جیسے اِلْفِہِمْ، بِہٖ اور یُحْیٖ وغیرہ۔

# تختی نمبر ۱۳: 'الٹا پیش'

اُلٹا پیش 'واؤمدہ' کی طرح ہے:

'الٹا پیش'، 'واؤمدہ' کے قائم مقام ہوتا ہے، یعنی یہ واؤمدہ کی آواز دیتا ہے، اسی وجہ سے الٹا پیش کا تلفظ واؤمدہ کی طرح ہوتا ہے۔ (معلم التجوید ص ۱۵۶)

الٹا پیش کہاں ہوتا ہے؟

'الٹا پیش' نہ کسی حرف کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے اور نہ حرف کے بعد ہوتا ہے، بلکہ حرف کے اوپر ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کو 'حرکت' کہتے ہیں، 'واؤ' نہیں کہتے۔

'مُ اور نُ' کو پڑھنے کا طریقہ:

الٹا پیش کی تختی میں 'مُ اور نُ' کو خصوصی توجہ سے پڑھائیں، بچے اکثر مُوْ اور نُوْ پڑھتے ہیں۔ جو کہ لحن جلی ہے، کیونکہ یہ حرف کا اضافہ ہے۔ الٹے پیش کا استعمال قرآن کریم میں بکثرت 'وٗ ہٗ ءٗ' کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے دَاوٗدُ، لِیَسُوْٓءٗا، رَبَّهٗ وغیرہ.

کھڑی حرکتیں اور حروف مدہ:

کھڑا زبر، کھڑی زیر اور الٹا پیش کا تلفظ حروف مدہ جیسا ہوتا ہے، کیونکہ یہ حرکات انہی حروف مدہ کی آواز دیتی ہیں، اور قرآن کریم میں بھی کھڑی حرکات کا استعمال انہی کی جگہ ہوا ہے۔ جیسے: مٰلِكِ، دَاوٗدُ وغیرہ۔

مٰلِكِ کے پڑھنے میں تو میم کے بعد الف آتا ہے، لیکن یہ الف لکھا نہیں جاتا، بلکہ 'میم' کو 'لام' کے ساتھ ملا کر لکھتے ہیں اور اس 'الف' کی بجائے میم پر 'کھڑا زبر' لکھ دیتے ہیں، اس

طرح داؤدُ میں دال اور الف کے بعد پڑھنے میں تو دو واؤ آتے ہیں پہلے پر پیش ہے اور دوسرا مدہ ہے، لیکن لکھا ایک واؤ ہی جاتا ہے اور دوسرے کی بجائے اس پہلے پر ہی الٹا پیش لکھ دیتے ہیں۔ (قواعد ہجاء القرآن ص ۱۷۹)

# تختی نمبر۱۴: 'حروف مدّہ'

مَد کے لغوی معنی دراز کرنا، کھینچنا، اصطلاح میں مد کہتے ہیں کہ حروف مدہ یا حروف لین میں آواز کا دراز کرنا، پس اس کے علاوہ کسی حرف میں آواز دراز کرنے پر 'مَد' کا اطلاق نہیں ہوگا۔ (معلم التجوید ص۱۶۰)

## مد اصلی کی پہچان:

مد اصلی وہ مد ہے جو کسی سبب پر موقوف نہ ہو اور اس کے ادا ہوئے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہ رہے۔ جیسے: قَـالَ، قِيْلَ اور قُـوْلُوْا کا مد، اب اگر ان حروف میں مد نہ کیا جائے تو الف، واؤ اور یا کی ذات فوت ہو کر صرف حرکتیں ہی باقی رہ جائیں گی۔ جو کہ شرعاً درست نہیں، کیونکہ اس طرح قرآن کریم کا ایک حرف کم ہو جاتا ہے۔ (معلم التجوید ص۱۶۰)

## مد اور حروف مدہ کے درمیان کیا تعلق ہے:

اصل کے معنیٰ 'جڑ' اور فرع کے معنیٰ 'شاخ' کے ہیں، چونکہ حروف مدہ 'مَد' کیلئے بمنزلہ جڑ کے ہوتے ہیں اگر حروف مدہ نہ ہوں تو مد کا وجود ہی باقی نہ رہے۔

مد فرعی مد اصلی پر زائد مقدار ہے، جس طرح شاخ جڑ پر زائد ہوتی ہے کہ جڑ کے بغیر شاخ کا وجود ہی باقی نہیں رہتا اسی طرح مد فرعی کا وجود بھی مد اصلی کے بغیر نہیں پایا جاتا مشاہدہ ہے کہ شاخ بغیر جڑ کے نہیں ہوتی، بعینہ یہ تو ممکن ہے کہ مد اصلی ہو اور مد فرعی نہ ہو لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ مد فرعی ہو اور مد اصلی نہ ہو۔

ویسے بھی سلیم الطبع آدمی کی طبیعت تقاضہ کرتی ہے کہ مدہ کو ایک الف کے برابر کھینچا جائے نہ کم ہو، نہ زیادہ، کیونکہ اس کے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہیں رہتی۔

(معلم التجوید ص۱۶۱)

**مداصلی کی اہم علامت:**

مداصلی کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد ہمزہ یا کوئی حرف ساکن نہیں ہوتا۔

**حروف مدّہ کو نہ کھینچنے کا نقصان:**

حروف مدّہ کو ایک الف سے کم نہ کھینچا جائے ورنہ مدّہ نہیں رہے گا اور تلاوت ناقص ہوگی، نتیجتاً کلام الٰہی میں بہت سے حروف کم ہو جائیں گے۔

**ایسی مثالیں جن میں تینوں حروف مدّہ جمع ہیں:**

قرآن کریم میں تینوں حروف مدّہ کا استعمال ایک ہی لفظ میں ہوا ہے جیسے: نُوْحِیْهَا اور اُوْتِیْنَا ان دونوں میں سے ہر ایک میں تینوں حروف مدّہ جمع ہیں۔

**'مداصلی' کی مقدار کا بہترین پیمانہ:**

ضابطہ کے مطابق الف کی مقدار کا اندازہ یہ ہے کہ ایک زبر کو دوگنا کر دیں جیسے:

قَتَلَ کو قَاتَلَ اور اسی طرح زیر کے دوگنا کرنے سے یائے مدہ اور پیش کے دوگنا کرنے سے واؤ مدہ ہو جاتا ہے، اس وجہ سے مد کرنا 'حرف مدہ' پر نشانِ مد کے لکھنے پر موقوف نہیں بلکہ 'حروف مد' کے پڑھنے پر موقوف ہے۔

الف کی مقدار معلوم کرنے کا دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی کھلی ہوئی انگلی کو درمیانی رفتار سے بند کرے جس میں نہ آہستگی ہو نہ جلدی، جتنی دیر میں ایک انگلی بند ہو اس کے برابر 'ایک الف' کی مقدار ہے، اسی طرح 'دو' الف کے لئے 'دو' انگلیاں بند کرے اور 'تین الف' کے لیے تین اور 'چار الف' کے لیے چار انگلیاں بند کرے الخ۔

**'واؤ مدّہ' اور 'یائے مدّہ' پڑھنے کا درست طریقہ:**

واؤ مدّہ کو لفظ نُور کی واؤ کی طرح معروف ادا کرائیں نہ کے 'مُور' کی واؤ کی طرح مجہول، اسی طرح یائے مدہ کو لفظ 'جمیل' کی یاء کی طرح معروف ادا کرائیں نہ کہ 'درویش' کی 'یا'

کی طرح کیونکہ مور کا 'واؤ' اور درویش کی 'یا' مجہول ہے۔

## 'الف' کو کب موٹا اور باریک پڑھے:

البتہ 'الف' اگر پُر (موٹے) حرف کے بعد ہے تو پُر (موٹا) پڑھائیں اور اگر باریک حرف کے بعد ہے تو باریک پڑھائیں، حروف مدّہ کی ادائیگی میں خصوصی خیال رکھیں۔

## واو مدّہ کی ادائیگی میں ہونٹ گول کرنا:

واؤ مدّہ کو اچھی طرح ہونٹ گول کر کے ادا کرائیں، ہونٹ جس قدر اچھے گول ہوں گے، واؤ مدّہ کی ادائیگی بھی اتنی ہی اچھی ہوگی۔ واؤ پر ہونٹ گول کرائیں چاہے مدّہ ہو یا غیر مدّہ ہو۔ البتہ فرق یہ ہے کہ واؤ مدہ میں گولائی کم ہوتی ہے اور پہلے حرف کے پیش کی وجہ سے ہوتی ہے، جبکہ واؤ غیر مدّہ میں گولائی مخرج کی وجہ سے ہوتی ہے، اور خوب نمایاں اور زیادہ ہوتی ہے۔ (اَلعَطَایَا الوَھْبِیَّہ ص ٦٤)

## الف ہمیشہ مدّہ ہی ہوگا:

مدہ ہونے میں الف اصل ہے، کیونکہ الف ہمیشہ مدّہ ہی ہوتا ہے، واؤ اور یا کے معاملے میں ایسا نہیں کہ وہ ہمیشہ مدّہ ہوں۔

## واو اور یا کب مدہ ہونگے؟

'واؤ' اور 'ی' اس وقت مدّہ ہوں گے جب یہ دونوں ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف کی حرکت بھی ان کے موافق ہو۔ ورنہ اگر ماقبل کی حرکت مخالف ہو تو یہ مدہ نہیں بلکہ یہ حروف لین ہوں گے۔

## گول 'ۃ' پر وقف:

گول 'ۃ' کی مشق اہتمام سے کرائیں کیونکہ اس میں ایک کام تو یہ کرنا پڑتا ہے، کہ بجائے 'تا' کے 'ہا' پڑھنی پڑتی ہے، اور دوسرا یہ کہ اس پر خواہ کوئی بھی حرکت ہو اسے ساکن ہی پڑھنا

ہوتا ہے، جیسے رَقَبَۃٍ وقفاً رَقَبَہْ. (قواعد ہجاء القرآن ص ۱۴۱)

جوڑ میں طَغیٰ کی یا نہ پڑھنے کی وجہ:

طَغیٰ کی یا چونکہ پڑھنے میں نہیں آتی اس وجہ سے جوڑ میں اس کا نام بھی نہیں لیں گے۔

# تختی نمبر۱۵: 'حروف لین'

لِیْن کے معنی:

لین کے لغوی معنی نرمی کے ہیں۔ اصطلاح میں کہتے ہیں کہ اس کے حروف کو ایسی نرمی سے ادا کرنا کہ اگر سکون کی وجہ سے مد کرنا چاہیں تو کر سکیں۔ جیسے: خَـــوْفٍ کا 'واؤ' اور وَالصَّيْفُ کی 'ی'، اس لیے اگر ان حروف کے بعد کوئی متحرک حرف ہو خواہ ہمزہ ہی کیوں نہ ہو 'مد' نہیں ہوگا البتہ لین کی صفت اس حالت میں بھی پائی جاتی ہے۔ (معلم التجوید ص ۹۵)

'یائے مدہ' اور 'یائے لین' کے تلفظ میں فرق:

یائے مدہ اور یائے لین کے تلفظ میں فرق یہ ہے کہ یائے مدہ کی آواز تو دراز ہو جاتی ہے، مگر یائے لین کی آواز دراز نہیں ہوتی۔ (قواعد ہجاء القرآن ص ۷۳)

لین کا قصر یہ ہے کہ اس کو ذرا بھی نہ کھینچیں۔ (تسهيل القواعد ص ۱۲)

'یائے لین' اور 'واو لین' کو کیسے ادا کریں؟

حروف لین کے اداء کی کیفیت یہ ہے کہ یائے لین کو تالو کے درمیان اور واؤ لین کو ہونٹوں سے ادا کرنا چاہیئے اور واؤ میں ہونٹوں کو دونوں طرف سے بند کر کے گول بنائیں اور بیچ میں سے کھلا ہوا رکھیں اور دونوں کو پوری احتیاط سے ادا کریں۔ مجہول ادائیگی سے بچیں، حرکت اور لفظ کی ادائیگی خوب واضح ہو۔ (فیض رحمانی ص ۱۳۱)

کیا واؤ مدہ کی طرح واؤ لین میں بھی ہونٹ گول ہونگے؟

جی ہاں! 'واو مدہ' کی طرح 'واؤ لین' بھی ہونٹوں کے گول ہونے سے ہی ادا ہوگی۔

(قواعد ہجاء القرآن ص ۷۵)

# تختی نمبر ۱۶: 'تشدید'

تشدید کے لغوی اور اصطلاحی معنی:

تشدید کے معنی ہیں مضبوط کرنا قوی کرنا۔ اصطلاح میں کہتے ہیں حرف کو مشدد پڑھنا۔

مشدد حرف کی ادائیگی میں دیر لگانا:

مشدد حرف دو حرفوں سے مرکب ہوتا ہے، پہلا ساکن اور دوسرا متحرک اسی وجہ سے اس کی ادائیگی میں دو حرفوں جتنی دیر لگانا ضروری ہے، ورنہ تو مشدد حرف مخفّف یعنی کمزور اور ہلکا ہوجائیگا۔ جو کہ لحن جلی ہے۔

بچہ اب اگلا سبق خود پڑھے:

جوڑ کے اعتبار سے یہ آخری تختی ہے، بچے کو خوب محنت اور خصوصی توجہ سے مشدد حروف کی مشق کرائیں کیونکہ تشدید کی یہ تختی جوڑ اور رواں دونوں طریقوں سے پڑھنے کے بعد بچے کو آئندہ سبق خود ہی پڑھنا چاہیے، اب طلبہ میں ہر قسم کے الفاظ کو جوڑ اور رواں کے ساتھ پڑھنے کی صلاحیت پیدا نہ ہونا فکر کی بات ہے۔

بچہ میں لفظ جوڑنے کی صلاحیت میں کمزوری کا ذمہ دار کون؟

قاعدہ کی ۱۶، تختیاں پڑھنے کے بعد بچہ جوڑ اور رواں میں کمزور ہے تو استاد خود ہی اپنی محنت اور طریقۂ تعلیم پر غور کریں۔ آخر بچے میں یہ کمزوری کیسے رہ گئی، ورنہ قصور تو استاد ہی کا ہے، نہ کہ طالب علم کا۔ وجہ یہ ہے کہ ہر تختی پڑھانے کے بعد بچے کی صلاحیت پرکھنے میں استاد کی سُستی یا غفلت بچے اور استاد دونوں کی محنت ضائع کردیتی ہے۔ اگر استاد کا طریقہ تعلیم درست ہو اور ضابطے کے مطابق ہر تختی کے اختتام پر امتحان ہو تو اس تختی میں پہنچ کر

بچے خود بخود پڑھ کر سناتے ہیں۔

### مشدد حرف میں 'دو' حرفوں جتنی دیر لگانا:

بچوں کو تشدید والے حرفوں میں دو حرفوں جتنی دیر لگانے کا عادی بنانا بھی ضروری ہے، کیونکہ اگر استاد تشدید والے حرف میں دو حرفوں جتنی دیر نہیں لگاتا تو ایک حرف تو ادا ہو جائے گا، جبکہ دوسرا حرف ادا ہونے سے رہ جائے گا جو کہ لحن جلی کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ یہ ایک بھاری غلطی ہے۔ (قواعد ہجاء القرآن ص ۹۳)

### 'جزم' اور 'مشدد حرف' کا جوڑ:

جس طرح جزم والے حرف کا الگ اور تنہا جوڑ نہیں ہوتا بلکہ پہلے والے متحرک حرف سے ملا کر جوڑ کرتے ہیں، اسی طرح مشدد حرف کا جوڑ بھی اس سے پہلے والے حرف سے ملا کر کرتے ہیں۔

### 'جزم' اور 'مشدد حرف' کے جوڑ میں کیا فرق ہے؟

جزم اور تشدید والے حرف کا جوڑ ایک ہی طرح ہوتا ہے، مگر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ 'جزم والے حرف' کا نام جوڑ میں ایک ہی دفعہ لیا جاتا ہے، اس کے برعکس 'مشدد حرف' کے جوڑ میں نام دو مرتبہ اس طرح لیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ تو اس کو پہلے حرف کے ساتھ ملا کر کہتے ہیں، پھر دوسری مرتبہ تنہا اس کا نام اس کی حرکت سمیت لیتے ہیں۔

جیسے جزم کی مثال: همزه با زبر اَبْ،

تشدید کی مثال: همزه بازبر اَبْ با زبر بَ.

اس اصول کو سامنے رکھ کر یہ پوری تختی پڑھائیں۔

### تشدید والے حرف کے جوڑ ایک سانس میں:

جوڑ کرتے ہوئے تشدید والے حرف کا پہلی مرتبہ نام لینے کے بعد سانس نہیں لینا چاہیے، بلکہ اس طرح بچوں کو مشق کرائیں کہ حرف کا نام دونوں مرتبہ ایک ہی سانس میں

جلدی کے ساتھ بغیر وقفہ کے لیں۔ (قواعد ہجاء القرآن ص ۷۷،۷۸)

### جوڑ میں زبر، زیر، پیش کیساتھ تشدید کا نام نہ لیں:

جوڑ میں زبر، زیر اور پیش کی طرح تشدید کا نام نہیں لیا جاتا، اس لیے کہ کسی حرف کا جوڑ میں دو مرتبہ نام لینا خود اس بات کی علامت ہے کہ اس پر تشدید ہے، اس لیے حرکت کا نام لینے کے ساتھ تشدید کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

### تشدید والا حرف ایک مرتبہ لکھنے کی وجہ:

حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جوڑ میں تو تشدید والے حرف کا نام دو مرتبہ لیا جاتا ہے لیکن پہلے حرف پر سانس لینا اور اس کو دوسرے حرف سے جدا کرنا درست نہیں، بلکہ دونوں کو ایک ساتھ بغیر وقفہ کے ادا کیا جائے۔ اس لیے لکھنے میں بھی ایک ہی حرف آتا ہے۔

### تشدید کا مطلب سختی سے پڑھنا نہیں:

یاد رکھیے! تشدید کا مطلب زیادہ دیر لگانا ہے، نہ کہ سخت ادا کرنا، کیونکہ حرف کی سختی یا نرمی اپنی صفات کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

## تشدید والے الفاظ کی ادائیگی میں عمومی غلطیاں

عام طور پر مشدد حروف کی ادائیگی میں بہت سنگین غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں، ان سے بچنے کیلئے زیادہ اہتمام کی ضرورت درکار ہوتی ہے، اسی لئے ذیل میں عام طور سے کی جانے والی غلطیوں اور ان کی اصلاح کی چند صورتیں درج کی جارہی ہیں۔

### لفظ قُوَّۃٍ کے جوڑ اور رواں:

لفظ قُوَّۃٍ کے جوڑ اور رواں خصوصی توجہ سے سنیں، اکثر بچے اس کو قُوَاۃٍ پڑھتے ہیں، اور اسی طرح بحالت وقف قُوَّہْ کی بجائے، قُوَاہ پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

### سُتِرَتْ کی تا کو کیسے پڑھیں؟

سُتِرَتْ کی 'تا' کو صفت ہمس اور شدت کا لحاظ کرتے ہوئے اس طرح ادا کرائیں کہ آواز ہلنے نہ پائے اسی طرح قَدَّمَتْ، کَذَّبَتْ وغیرہ کی 'تا' کو قیاس کرلیں۔

### خیال رہے بچے 'ع' کو 'ء' نہ پڑھیں:

مشاہدہ یہ ہے کہ سُعِّرَتْ کی عین کو بعض بچے ہمزہ بھی پڑھتے ہیں اس بات کا خیال رکھیں کہ اس غلطی کو پختہ ہونے سے پہلے درست کروالیں، اگر عین کو ہمزہ پڑھنے کی عادت پکی ہوگئی تو درست پڑھنا مشکل ہو جائے گا۔

### واو کو ہمزہ سے بدلنے کی عام غلطی:

زُوِّجَتْ اور کُوِّرَتْ کو بچے زُؤَاجَتْ، کُوَارَتْ پڑھتے ہیں۔توجہ سے پڑھایا جائے اور موقع پر ہی درست کرانے کی پوری کوشش کی جائے۔

### ایک الف کی مقدار غنہ کی مشق:

اَیدِیهِنَّ، عَلَیهِنَّ اور یَظُنُّ میں بحالت وصل اور وقف نون مشدد میں ایک الف کے برابر غنہ ہوتا ہے۔خصوصی توجہ سے پڑھانے اور سننے کی ضرورت ہے۔

### تَوَلّٰی کی 'یا' خاموش ہے:

تَوَلّٰی، تَجَلّٰی، کی یا لکھنے میں آتی ہے، پڑھنے میں نہیں آتی یعنی یہ 'ی' رسماً لکھی ہوتی ہے، اسلئے اس 'یا' کو خاموش بھی کہتے ہیں اور اس میں مقدار مد بھی ایک الف ہی ہے کم نہ زیادہ۔

تَوَّابًا کو کبھی بچے تَوَّابَا پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے، نَعَّمَ کے عین کو بچے ہمزہ پڑھتے ہیں۔یَظُنُّ کے نون کو بحالت وقف مشدد ہی ادا کرائیں، یَحُضُّ کے 'ض' میں بحالت وقف آواز ہلنے نہ پائے، جَنَّةٍ کو بحالت وقف جَنَّا پڑھنا غلط ہے۔

مُذَکِّرٌ کی 'را' کو بحالت وقف باریک پڑھائیں اور ادائیگی بھی درست کرائیں۔

واو مشدد اور یائے مشدّدہ کو ہرگز سختی سے نہ پڑھیں:

جب واو مشدد یا یائے مشدد پر وقف ہو، تو ذرا سختی سے تشدید کو بڑھانا چاہئے تاکہ تشدید باقی رہے، جیسے یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اور عَدُوٌّ۔ (جمال القرآن ص ۴۳)

یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کو بعض بچے یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیُ (بغیر تشدید کے) پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے، عَدُوٌّ کو عَدُوْ پڑھنا بھی غلط ہے۔

'را' مشدّد کی خصوصی مشق ضروری ہے:

اَلْمَفَرُّ کی 'را' کو مخفف پڑھنے سے بچایا جائے، پڑھنے والے کو چاہئے کہ 'را' کو ادا کرتے وقت زبان کے سرے کو تالو کے ساتھ ایک بار مضبوطی سے اس طرح چمٹائے کہ لرزنے نہ پائے ورنہ اس میں حقیقی تکرار پیدا ہو جائے گا۔ اور ایک 'را' کے بجائے دو اور دو کے بجائے چار 'را' ادا ہو جائیں گی، کیونکہ جتنی مرتبہ زبان لرزے گی اتنی مرتبہ 'را' پیدا ہوگی اور اگر زبان کو صحیح نہیں چمٹایا تو 'را' کے بجائے وأو مفخم بھی ادا ہو سکتا ہے۔

لیکن زبان کے سرے کو تالو کے ساتھ چمٹانے میں اتنا مبالغہ بھی نہ ہو کہ ان دونوں کے درمیان آواز بند ہو جائے، اس صورت میں یہ 'را' 'ط' کی طرح سخت اور قوی ادا ہوگی۔
(قواعد ہجاء القرآن ص ۸۲)

تشدید کی تختی کو طوالت دی گئی تاکہ تساہل کی وجہ سے کہیں غلطی آگے منتقل نہ ہو جائے۔

## تختی نمبر ۱۷: 'نون مشدد اور میم مشدد'

### غنّہ ' گنگناہٹ کو کہتے ہیں:

غنہ کے لغوی معنی گنگناہٹ اور بھنبھناہٹ کے ہیں۔ اصطلاح میں وہ آواز جو خیشوم (ناک کے بانسہ) میں گھیری ہوئی ہو اور یہ کبوتر اور ہرنی کے رونے کی اس آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ جو وہ اپنے بچے کے ضائع ہونے پر نکالتی ہے۔ (کمال الفرقان ص ۸۸)

### غنہ صرف نون اور میم کے ساتھ خاص ہے:

غنہ ایک مزیدار آواز کا نام ہے جو نون اور میم میں پائی جاتی ہے۔ غنہ ناک کی اس گنگنی آواز کو کہتے ہیں جو نون اور میم کو ادا کرتے وقت ان میں ظاہر ہوتی ہے اور ان دو حروف کے ساتھ ہی خاص ہے، کسی اور حرف میں نہیں پائی جاتی۔ غنہ انی تو نون اور میم میں ہر حالت میں ہوتا ہے، جبکہ غنہ زمانی نون اور میم میں بعض خاص حالتوں میں ہی ہوتا ہے، کیونکہ اس کی ادائیگی کیلئے قاری کو ارادہ کرنا پڑتا ہے۔ (معلم التجوید ص ۱۳۶)

نون مشدد اور میم مشدد میں غنہ کرنے کو غنہ واجبہ کہتے ہیں، کیونکہ ان دونوں میں وقف اور وصل دونوں حالتوں میں غنہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

### نون اور میم میں 'غنہ انی' ہر صورت پایا جاتا ہے:

حقیقت میں 'غنہ انی' نون اور میم میں ہر وقت پایا جاتا ہے، خواہ یہ ساکن ہوں یا متحرک، مشدّد ہوں یا مخفّف، ظاہر ہوں یا پوشیدہ کسی حالت میں بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔

### نون اور میم کی ناقص ادائیگی:

اگر ناک کا سوراخ بند ہونے کی وجہ سے غنہ کی صفت ادا نہ ہو تو نون اور میم دونوں حرف بہت

ہی ناقص ادا ہوتے ہیں۔البتہ غنہ زمانی نون اور میم میں بعض خاص حالتوں میں ہی ہوتا ہے۔

**غنہ کی مقدار اور ناواقفیت:**

غنہ کی مقدار 'ایک الف' کے برابر ہے، اس سے زیادہ کھینچنا جیسا کہ آج کل عام دستور ہے، ناواقفیت پر مبنی ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ (معلم التجوید ص ۹۷، تسہیل القواعد ص ۶۶)

**خیشوم کس جگہ کا نام ہے؟**

'غنہ' خیشوم کی آواز کا نام ہے اور خیشوم نتھنے کو نہیں کہتے بلکہ یہ اس چیز کا نام ہے جو ناک کی جڑ میں منہ کے اندر والے حصے کی طرف حلق کے بالائی حصے کے اوپر لگی ہوتی ہے۔
(مفتاح الکمال ص ۲۳۰)

**غنہ کے وقت نتھنے نہ پھولیں:**

غنہ کرتے وقت نتھنے نہیں پھولنے چاہئیں کیونکہ غنہ کا مخرج نتھنے نہیں بلکہ ناک کی جڑ ہے، کیونکہ بانسہ ناک کی جڑ میں ہڈی والے حصے کو کہتے ہیں۔

**غنہ کی پانچ صورتیں:**

۱۔ نون اور میم مشدد میں سب سے زیادہ اور کامل تر غنہ ہوتا ہے، ۲۔ جب یہ دونوں اخفاء والے ہوں تو اس سے کم غنہ ہوتا ہے، ۳۔ پھر جو نون ادغام ناقص سے مدغم ہو اس میں پھر اس سے بھی کم غنہ ہوتا ہے، ۴۔ پھر جب دونوں ساکن ہوں اور اظہار والے ہوں اس میں پھر اس سے بھی کم غنہ ہوتا ہے، ۵۔ پھر جب میم اور نون دونوں حرکت والے اور بلا تشدید ہوں تو سب سے کم غنہ اس میں ہوتا ہے۔

**غنہ ذاتی، غنہ صفتی:**

اوپر بیان کی گئی پانچ صورتوں میں سے آخری دونوں صورتوں کے غنہ کو غنہ ذاتی کہتے ہیں، جبکہ پہلی تین صورتوں میں غنہ صفتی زمانی و عارضی ہوتا ہے۔

غنہ کرتے ہوئے مدنہ کریں:

میم مشدد اور نون مشدد ان دونوں میں غنہ کرتے ہوئے میم اور نون سے پہلے مدہ کے پیدا کرنے سے پرہیز کریں، کیوں کہ بعض بچے اِنَّ کو اِیْنَّ اور اِمَّا کو اِیْمَّا پڑھتے ہیں، جو کہ غلط ہے اور غنہ کے ظاہر کرنے میں حد سے گزر جانا ہے جو کہ کھلی تحریف ہے۔

(فیض رحمانی ص ۱۷۲)

# تختی نمبر ۱۸: 'را' کے بعض قاعدے

## را کب موٹی پڑھی جائیگی؟

ذیل میں 'را' موٹی پڑھنے کے مقامات درج کئے جارہے ہیں:

۱۔ 'را' پر زبر ہو، جیسے: رَحِیْمٌ. ۲۔ 'را' پر پیش ہو، جیسے: رُبَمَا .

۳۔ 'را' پر کھڑا زبر ہو، جیسے: اَسْرٰی .

۴۔ 'را' ساکن سے پہلے زبر ہو، جیسے: اَرْسِلْ.

۵۔ 'را' ساکن سے پہلے پیش ہو، جیسے: یُرْزَقُوْنَ.

۶۔ 'را' پر شد ہو اور اس پر زبر ہو، جیسے: اَلرَّحْمٰنُ.

۷۔ 'را' پر شد ہو اور اس پر پیش ہو، جیسے: مَرُّوْا.

۸۔ 'را' پر دو زبر ہو، جیسے: اَمْرًا.

۹۔ 'را' پر دو پیش ہوں، جیسے: مَشْکُوْرٌ.

۱۰۔ 'را' ساکن ہو اس پہلے زیر عارضی ہو، جیسے: اِرْجِعْ.

۱۱۔ 'را' ساکن ہو اس سے پہلے زیر دوسرے کلمے میں ہو، جیسے: اَمِ ارْتَابُوْا.

۱۲۔ 'را' ساکن ہو اس سے پہلے زیر اصلی ہو اور را ساکن کے بعد موٹے حروف میں سے کوئی حرف اسی کلمے میں ہو تو را کو موٹا پڑھیں گے، جیسے: مِرْصَادِ.

**نوٹ:** پورے قرآن مجید میں صرف پانچ الفاظ اس قاعدے کے موافق ہیں:

۱۔ قِرْطَاسٍ، ۲۔ اِرْصَادًا، ۳۔ فِرْقَةٍ، ٤۔ مِرْصَادِ، ٥۔ لَبِا الْمِرْصَادِ.

۱۳۔ 'را' ساکن سے پہلے 'ی' کے علاوہ کوئی اور حرف ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہو تو یہ 'را' بھی وقف کی حالت میں موٹی پڑھی جائے گی۔

جیسے: اَلْقَدْرُ وقفًا اَلْقَدْرْ.

۱۴۔ 'را' ساکن سے پہلے 'ی' کے علاوہ ساکن حرف ہو اور اس سے پہلے پیش ہو تو یہ را بھی بحالت وقف موٹی پڑھی جائے گی، جیسے: اَلْعُسْرُ وقفًا اَلْعُسْرْ.

فَجْرٍ اور قَدْرٍ میں 'را' کو بحالت وقف پُر پڑھائیں۔

مِرْيَةٍ کی 'را' باریک، یا موٹی؟

راء ساکن سے پہلے زیر اصلی اسی کلمہ میں ہو اور راء ساکن کے بعد اسی کلمہ کے اندر موٹے حروف میں سے کوئی حرف نہ ہو تو یہ 'را' باریک ہوگی۔ جیسے: مِرْيَةٍ.

فِرْقٍ کی 'را' باریک پڑھی جائے اور موٹی بھی:

فِـرْقٍ (شعراء ع) کی راء کو پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، پُر اس لئے کہ اس کے بعد استعلاء کا قاف ہے اور باریک اس لئے کہ اس قاف کی استعلاء والی قوت اس کے زیر کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہے۔

## 'را' کو باریک پڑھنے کی صورتیں

۱۔ 'را' کے نیچے زیر ہو تو 'را' باریک پڑھی جائے گی، جیسے: رِجَالٌ.

۲۔ 'را' مشدّدہ کے نیچے زیر ہو تو 'را' باریک پڑھی جائے گی، جیسے: شَرِّ.

۳۔ 'را' ساکن سے پہلے والا حرف ساکن ہو اور تیسرے حرف کے نیچے زیر ہو تو یہ 'را' بحالت وقف باریک پڑھی جائے گی، جیسے: حِجْرٍ وقفًا حِجْرْ.

۴۔ 'را' ساکن سے پہلے 'ی' ساکن ہو اور تیسرے حرف پر زبر یا زیر ہو تو یہ 'را' بحالت وقف باریک پڑھی جائے گی، جیسے: خَيْرٌ وقفًا خَيْرْ، قَدِيْرٌ وقفًا قَدِيْرْ.

۵۔ راءِ امالہ باریک پڑھی جائے گی، جیسے: مَجْرٖهَا.

# تختی نمبر۱۹: 'لام کے بعض قاعدے'

۱۔ اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ کے لام سے پہلے زبر ہو تو اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ کے لام کو موٹا پڑھیں گے، جیسے: اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ.

۲۔اسی طرح اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ کے لام سے پہلے پیش ہو تو اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ کے لام کو موٹا پڑھیں گے، جیسے: رَسُوْلُ اللّٰهِ، اور قَالُوا اللّٰهُمَّ.

۳۔اگر اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ کے لام سے پہلے زیر ہو تو اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ کے لام کو باریک پڑھیں گے، جیسے: بِسْمِ اللّٰهِ، قُلِ اللّٰهُمَّ.

۴۔ اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ کے لام کے علاوہ باقی تمام لام باریک پڑھے جاتے ہیں، جیسے: مَاوَلّٰهُمْ.

نوٹ: 'اللہ' کے لام کو موٹا پڑھنے کی وجہ اسم الجلالہ کی تعظیم ہے، اسی وجہ سے 'اللہ' اور اللّٰهُمَّ کے 'لام' کو خوب اہتمام کے ساتھ موٹا پڑھائیں۔

# تختی نمبر ۲۰: 'نون ساکن اور تنوین کے قاعدے'

نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدے ہیں: اظہار، ادغام، اقلاب، اخفاء.

اظہار کے معنی:

اظہار کے معنی خوب ظاہر کرنے کے ہیں، اصطلاح میں کہتے ہیں کہ ظاہر نظر آنے والے حرف کو اس کے اپنے مخرج سے بغیر غنہ زمانی کے ادا کرنا۔ (معلم التجوید ص ١٢٤)

اظہار کا قاعدہ:

نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آجائے تو اس نون ساکن اور تنوین کو ظاہر کر کے پڑھیں گے، اس کو اظہار حلقی کہتے ہیں۔

'ہمزہ' کی مثال جیسے: يَنْئَوْنَ، مَنْ اٰمَنَ، جَنّٰتٍ اَلْفَافاً.

'ہا' کی مثال جیسے: مِنْهَا، مَنْ هَاجَرَ، جُرُفٍ هَارٍ.

'عین' کی مثال جیسے: اَنْعَمْتَ، مِنْ عَيْنٍ، يَوْمَئِذٍ، خَاشِعَةٌ.

'حا' کی مثال جیسے، وَانْحَرْ، مِنْ حَكِيْمٍ، عَلِيْمًا حَكِيْمًا.

'خا' کی مثال جیسے، وَالْمُنْخَنِقَةُ، مَنْ خَلَقَ، عَلِيْمًا خَبِيْرًا.

'غین' کی مثال جیسے: فَسَيُنْغِضُوْنَ، مِنْ غِلٍّ، مَلٰئِكَةٌ غِلَاظٌ. (معارف التجويد ٩٤)

نون ساکن میں اظہار کی وجہ:

نون ساکن میں اظہار اس لیے ہوتا ہے کہ نون ساکن اور حروف حلقی کا مخرج دور دور ہے، اس دوری کا تقاضہ یہ ہے کہ اس نون کو بغیر کسی تبدیلی کے صاف طور پر ادا کیا جائے،

البتہ یہ خیال رکھیں کہ ادائیگی کے وقت نہ تو نون ساکن پر سکتہ سا ہونے پائے اور نہ ہی اس کا سکون ہلنے پائے کہ قلقلہ سا ہو جائے، بلکہ نون کا سکون نہایت لطافت کے ساتھ اس طرح ادا کرائیں کہ اس کے ادا ہوتے ہی بلا فصل دوسرے حرف کی آواز شروع ہو جائے۔
(معلم التجوید ص ۱۲۷)

اَنْعَمْتَ کو بسا اوقات بچے اَنَمْتَ پڑھتے ہیں، اس طرح اَنْقَضَ کو بحالت وقف اَنْقَضّ پڑھتے ہیں اَعْبُدُ کو ا بُدُ پڑھتے ہیں، اس طرح عَسْعَسَ کو بعض بچے اَسَاسَ پڑھتے ہیں اسی طرح نَعْبُدُ کو نَا بُدُ پڑھتے ہیں، اسی طرح دَمْدَمَ کو غنہ زمانی کے ساتھ پڑھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔

**ادغام ایک چیز کا دوسری میں ملنا:**

ادغام کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا، اور اصطلاح میں ساکن حرف کو متحرک حرف میں اس طرح ملانا کہ وہ دونوں مل کر ایک مشدد حرف بن جائیں، اور دونوں کی ادائیگی کے وقت دونوں ایک ہی مخرج سے بغیر فاصلہ کے ادا ہوں۔ (معلم التجوید ص ۱۲۴)

**ادغام کا قاعدہ:**

• نون ساکن اور تنوین کے بعد یَرْمَلُوْنَ کے چھ حروف میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن اور تنوین کا حروف یَرْمَلُوْنَ میں ادغام ہوگا۔

**ادغامِ تام اور ناقص:**

یہ ادغام دو طرح کا ہوتا ہے ایک کو ادغامِ تام، دوسرے کو ادغامِ ناقص کہتے ہیں۔

**ادغام ناقص کیا ہے؟**

اگر نون ساکن کے بعد یَنْمُوْ یعنی ی، ن، م، و کے چار حروف میں سے کوئی حرف ہو تو ادغام ناقص ہوتا ہے، یعنی 'نون' کی ذات کو تو باقی نہیں رکھیں گے، مگر اس کا غنہ باقی رکھ لیں گے، جیسے: مَنْ يَّقُوْلُ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ، وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ، مِنْ نُّوْرٍ،

مِنۡ مَّآءٍ مَّهِيۡنٍ. ادغامِ ناقص کوادغام مع الغنہ بھی کہتے ہیں، جیسے کہ ادغام ناقص کی مثالوں کے جائزہ سے بات خوب واضح ہوگئی ہے۔

ادغام تام کیا ہے؟

اگر 'نون ساکن اور تنوین' کے بعد 'لام اور 'را' میں سے کوئی حرف ہوتو ادغام تام ہوتا ہے، یعنی نون تو ختم ہوگا ہی غنہ بھی باقی نہ رہے گا، یعنی ادغام تام میں نون ساکن کے ساتھ غنہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ گویا کہ 'نون' کا کوئی وجود ہی نہیں تھا، جیسے: مِنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ يَتَغَيَّرۡ، مِنۡ رَّبِّكُمۡ، غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ. ادغام تام کوادغام بلاغنہ بھی کہتے ہیں، مثالوں میں یہ بات خوب واضح ہو چکی ہے۔

مدغم کیے گئے حروف کیسے پڑھیں؟

ادغام کی حقیقت یہ ہے کہ پہلا حرف دوسرے حرف سے بدل جائے اور کامل تشدید پائی جائے اور مدغم کی ذات اور صفت دونوں کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ جس طرح ادغام کے بعد 'مدغم اور مدغم فیہ' مل کر ایک مشدد حرف کی طرح ادا ہوتے ہیں، اسی طرح ان کا جوڑ بھی تشدید والے اکیلے حرف کی طرح کرایا جائے۔

نون ساکن اور تنوین کا مشدّد لفظ میں ادغام

جیسے نون ساکن کے بعد تشدید والا حرف آئے تو دونوں کو ملا کر ایک مشدد حرف کی طرح ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر تنوین کے بعد تشدید والا حرف ہوتو اس کو بھی تشدید والے حرف میں ملا کر ہی ادا کرتے ہیں، بس ادغام کی درج بالا مثالوں اور نون ساکن کی درج ذیل مثال میں یکسانیت بالکل واضح ہے، جیسے: مِنۡ نَّصِيۡرٍ. (قواعد ہجاء القرآن ص ۱۱۶)

نون ساکن یا تنوین 'واؤ' اور 'ی' کیساتھ کیسے پڑھیں:

اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد 'واؤ' اور 'ی' ہوتو اس 'نون' کو 'واؤ' اور 'ی' سے بالکل نہیں بدلتے بلکہ اس میں غنہ کر کے پڑھتے ہیں، جیسے: فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ اور مِيۡقَاتًا يَّوۡمَ،

خَیْرًا یَّرَہٗ. (قواعد هجاء القرآن ص ۱۱۹)

**مدغم ہونیوالے '۲ نون' یا '۲ میم' کی نون مشدد سے یکسانیت:**

جس طرح نون مشدد اور میم مشدد میں ایک الف کے برابر غنہ کیا جاتا ہے، جو پہلے ہی سے مشدد ہو، اسی طرح اس نون اور میم میں بھی غنہ ایک الف کے برابر کیا جائے گا، جو دو 'نون' اور دو میم کے ملنے سے بنا ہو، جیسے: مِنْ نَّفَقَۃٍ اور لَکُمْ مِّیْعَادُ الخ.

**'نون ساکن کے بعد ی' کے جوڑ کیسے کریں؟**

نون ساکن کے بعد یا آجائے تو چونکہ پڑھنے میں 'نون ساکن' کی آواز باقی رہ جاتی ہے، اسی وجہ سے جوڑ میں اس نون کا نام لیں گے، جیسے مَنْ یَّقُوْلُ کا جوڑ اس طرح کریں گے، میم نون یا زبر مَیْنْ، ی زبر یَ، رواں مَنْ یَ، قاف واؤ پیش قُوْ، رواں مَنْ یَقُوْ، لام پیش لُ، رواں مَنْ یَّقُوْلُ وقفاً مَنْ یَّقُوْلْ.

**'نون ساکن کے بعد را' کے جوڑ کیسے کریں؟**

اسی طرح جس کلمہ میں 'نون ساکن' کے بعد 'را' ہو تو چونکہ پڑھنے میں 'نون ساکن' کی آواز باقی نہیں رہتی، اس وجہ سے جوڑ میں اس کا نام بھی نہیں لیں گے، جیسے: مِــنْ رَّبِّكَ، وَعَلٰی ھٰذَ القیاس. (آداب تلاوت ص ۱۰۵)

**درج بالا جوڑ میں مولانا عاقل مدظلہ کی رائے:**

میرے استاد محترم حضرت مولانا قاری عاقل صاحب نے فرمایا کہ "ادغام ناقص کے جوڑ میں نام لیں گے اور ادغام تام کے جوڑ میں نام نہیں لیں گے، یہ میرے پچیس 25 سالہ تدریسی تجربہ کا نچوڑ ہے"۔

**نون ساکن کے جوڑ اور مؤلف کی رائے:**

بندہ عاجز کی رائے یہ ہے کہ جوڑ میں نون کا نام لینا چاہیے، کیونکہ مِنْ رَّبِّكَ اور مِنْ لَّدُنْهُ وغیرہ میں نون اپنی ذات اور صفت غنہ کے ساتھ اگر چہ ادا نہیں ہوتا لیکن بعد والے حرف

سے بدل کر اور اس میں مل کر ادا ہو رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعد والے حرف کو مشدد پڑھتے ہیں، جبکہ حقیقت میں یہ مشدد نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ نون خالی بھی تو نہیں، بلکہ اس پر جزم کی علامت لکھی جاتی ہے، اس وجہ سے بھی نام لینا چاہیئے، ویسے مقصود تو صرف رواں ہی ہے، جوڑ تو صرف رواں کا ذریعہ ہے اور بس، واللہ اعلم۔

## جوڑ میں نام لینے کی بحث کا حاصل:

خلاصہ قانون یہ ہوا کہ جو حرف مدغم ہونے کے بعد نہ لکھنے میں آئے نہ پڑھنے میں، جیسے، مِـمَّـا یا لکھنے میں آئے لیکن خالی ہو، جیسے قَـالُـوْا، اَللّٰهُـمَّ، تو جوڑ میں اس کا نام نہیں لیا جائے گا ورنہ لیا جائے گا۔

لَئِنْ بَسَطْتَّ (مائدۃ ع ٥) اَحَطْتُّ (نمل ع ٢) مَا فَرَّطْتُّمْ (یوسف ع ١٠٢) مَافَرَّطْتُّ (زمر ع ٦) ان چار لفظوں میں 'طاء' کا 'تاء' میں ادغام ناقص ہوتا ہے، یعنی 'طاء' کو 'تاء' سے بدل کر دونوں کو ایک 'تاء' مشدد بنادیں گے اور 'طاء' کی صفت استعلاء اور اطباق کو باقی رکھ لیں گے، یعنی طاء کی ذات تو باقی نہیں رہے گی، لیکن اس کی صرف موٹی آواز باقی رہ جائے گی اور اَلَـمْ نَـخْـلُقْكُّمْ (مرسلت ع ١) میں ادغام ناقص بھی جائز ہے، مگر ادغام کامل اولی ہے، ادغام کامل کا مطلب یہ ہے کہ قاف کو کاف سے بدل کر دونوں کو ایک کاف مشدد کر کے پڑھیں گے اور ادغام ناقص کا مطلب یہ ہے کہ قاف کی صفت استعلاء کو باقی رکھ کر پڑھیں گے اور قلقلہ سے احتراز کریں گے، یعنی قاف خود ادا نہیں ہوگا، صرف اس کی موٹی آواز ادا ہوگی۔

### فائدہ:

ان پانچوں لفظوں کے ادغام ناقص کی صحیح ادائیگی کسی ماہر استاد سے سن کر ہی معلوم ہو سکتی ہے، اس لیے کسی ایسے استاد سے سن کر ہی اچھی طرح مشق کر لینی چاہیئے تا کہ قرأت صحیح ادا ہو جائے۔

يَلْهَثْ ذٰلِكَ اور اِرْكَبْ مَّعَنَا میں ادغام کے علاوہ اظہار بھی ثابت ہے۔اسی طرح یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اور نٓ وَالْقَلَمِ مین اظہار کے علاوہ ادغام بھی ثابت ہے۔

**اقلاب ایک حرف دوسرے سے بدلنا:**

اقلاب کے معنی کسی چیز کو حقیقت سے پھیر دینے اور بدلنے کے ہیں اور اصطلاح میں اسکا معنی یہ ہے کہ غنہ کی صفت کو باقی رکھ کر ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا۔
(معلم التجوید ص ۱۲۵)

**اقلاب کا قاعدہ:**

نون ساکن اور تنوین کے بعد 'ب' آجائے تو اقلاب ہوگا، یعنی نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر غنہ کے ساتھ پڑھیں گے، جیسے مِنْ بَعْدِ، سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ .

**اقلاب کے جوڑ اور میم کی ادائیگی کیسے کریں؟**

اقلاب میں جوڑ کے وقت 'میم' سے بدلے ہوئے نون کا نام نہ لیں گے بلکہ میم کا نام لیں گے البتہ اقلاب میں میم کے ادا کرتے وقت ہونٹوں کو سختی سے بند کرنے سے پرہیز کریں گے اور ایک الف کے برابر غنہ خیشوم سے ادا کریں گے اور میم کو دونوں ہونٹوں کے خشک حصے سے نہایت نرمی سے ادا کریں گے، سخت پڑھنے سے بچ کر فصاحت کے ساتھ ادا کریں، پوری طرح فصیح ادا کرنا مشکل ہے تو کوشش ضرور کریں۔

**اخفاء اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت:**

اخفا کے معنی چھپانے کے ہیں اور اصطلاح میں نون ساکن یا تنوین کو اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت پر اس میں غنہ کی صفت کو باقی رکھ کر تشدید کے بغیر ادا کرنا۔
(معلم التجوید ص ۱۲۵)

**اخفاء کب ہوگا؟**

نون ساکن یا تنوین کے بعد اخفاء کے پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن یا تنوین میں 'اخفاء مع الغنہ' ہوگا، اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت کی مثال جیسے: اَنْتَ.

اخفاء کادرست طریقہ:

اخفاء ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ زبان کے سرے کو تالو سے جدا مگر اس سے بالکل قریب رکھ کر اس طرح تالو سے نہایت ضعیف اعتماد کیساتھ (ہلکا سا) لگاتے ہوئے بقدر ایک الف غنہ کی صفت کو خیشوم سے ادا کیا جائے، بس یہی حقیقت ہے نون کے اخفاء کی۔

(معلم التجوید ص ۱۲۸)

اخفاء کا مطلب یہ ہے کہ نون ساکن وتنوین کو اپنے اصلی مخرج یعنی کنارۂ زبان اور تالو سے علیحدہ رکھ کر اس کی آواز کو خیشوم میں چھپا کر صرف خیشوم سے غنہ کی صفت کو ایک الف کے برابر باقی رکھ کر ادا کیا جائے، (چونکہ اخفاء میں نون اپنے اور بعد والے حرف دونوں کے مخرجوں سے جدا ہو کر خیشوم میں پہنچ جاتا ہے اس لیے اس کے تلفظ میں حسن آ جاتا ہے اور اس میں اظہار اور ادغام دونوں کا کچھ اثر ہوتا ہے)۔ جیسے: عَنْكَ، شَيْءٌ قَدِيْرٌ وغیرہ، اس کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں۔

ایک الف کی مقدار ناک میں 'گنگناہٹ' ہی اخفاء ہے:

اخفاء والے نون میں زبان کی نوک تالو سے قریب تو ہوتی ہے مگر اس سے لگتی نہیں اور ادا بھی جلدی نہیں ہوتا اور نہ ہی صاف طور پر ادا ہوتا ہے، بلکہ ایک الف کے برابر دیر لگتی ہے اور اتنی دیر تک آواز ناک میں گنگناہتی رہتی ہے۔ (قواعد ہجاء القرآن ص ۱۳۰)

اخفاء 'نون سے پہلے ہرگز نہیں:

اخفاء کو ادا کرتے وقت کشش 'نون' میں ہو نہ کہ اس سے پہلی حرکت میں، ورنہ تو بچے اَنْتَ کو اٰنْتَ اور مِنْ قَبْلُ کو مِیْں قَبْلُ اور مِمَّ کو مِیْمَّ پڑھیں گے جو کہ غلط ہے۔

(تسہیل القواعد ص ٦٧)

کُنْتُ، میں عموماً بچے غلطی کرتے ہیں، جبکہ 'ت' اور 'ک' میں آواز بند ہونی چاہئے، توجہ نہ کرنے کی وجہ سے بچے اس میں قلقلہ کی سی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔

اِهْدِ کو اکثر بچے اِیْھِدْ غلط پڑھتے ہیں، وقف اور وصل دونوں میں اور بعض اِھْدِ' کو اِیْدِ پڑھتے ہیں۔اسی طرح اِھْدِنَا کو اِیْدِنَا پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے، اَلْھَمَ اور اَلْقَتْ، اَمْھِلْ وغیرہ میں 'لام' کو قلقلہ سے بچایا جائے۔

نون ساکن کا واؤ اور یا میں ادغام نہ ہونے کی مثالیں:

قرآن پاک میں چار کلمات ایسے ہیں کہ جن میں نون ساکن کے بعد ''واؤ اور ی'' دونوں ہیں، لیکن نون ساکن اور تنوین کا ''واؤ اور ی'' میں ادغام نہیں ہو رہا، کیونکہ ادغام کے لئے کلمے دو ہونے کی شرط ہے، جبکہ یہاں پر کلمہ ایک ہے، وہ چار کلمات یہ ہیں: (قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْيَانٌ، دُنْيَا)، اس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔ ویسے بھی یہ ادغام تب ہوتا ہے کہ جب نون ساکن کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کے بعد اگلے کلمے کے شروع میں حروف یرملون میں سے کوئی حرف ہو اور اگر دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں تو پھر یہ ادغام نہیں ہوگا بلکہ اظہار ہوگا۔ اور ان میں ادغام اس لیے نہیں ہوتا کہ ان کلمات میں 'نون اور واؤ' 'نون اور ی' دونوں ایک ہی کلمہ میں ہیں، اور ویسے بھی ادغام ہر قسم کی سہولت اور تخفیف کیلئے کیا جاتا ہے۔ اگر ان چار کلمات میں ادغام کریں گے تو ان کلمات میں مزید ثقل پیدا ہو جائے گا، جیسے: اَلدُّنْيَا سے اَلدُّيَّا ثقیل ہے، اسی وجہ سے 'واؤ اور ی' پر تشدید کی علامت نہیں بنائی جاتی۔

حروف کی اصل کیا ہے؟

اظہار، ادغام، اقلاب، اخفاء یہ چاروں نون ساکن اور تنوین کے قاعدے ہیں، چونکہ سارے حروف میں اظہار ہی اصل ہے اس وجہ سے اظہار کے علاوہ باقی تین صفات عارضہ ہیں، البتہ اظہار تو وصل اور وقف دونوں صورتوں میں ہوتا ہے، جبکہ باقی تین احکام چونکہ کسی حرف کے ان کے ساتھ ملنے سے پیدا ہوتے ہیں، اس لیے وہ وصل ہی کے ساتھ خاص ہیں، کیونکہ وصل میں وہ قواعد جاری نہیں ہوتے۔ (معلم التجوید ص ۱۲۹)

# تختی نمبر ۲۱: 'میم ساکن کے قاعدے'

میم ساکن کے تین قاعدے ہیں، اظہار، اخفاء ادغام۔

## میم ساکن کے بعد اظہار کب ہوگا؟

میم ساکن کے بعد 'ب اور میم' کے علاوہ کوئی حرف ہو تو وہاں پر 'میم کا اظہار' ہوگا چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو کلمہ میں، یعنی اپنے مخرج سے بلا غنہ پڑھیں گے۔ جیسے: اَنْعَمْتَ، اَلَمْ تَرَ، اَلَمْ نَشْرَحْ، اور اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

## میم ساکن کے بعد اخفاء کب ہوگا؟

میم ساکن کے بعد 'ب' آجائے تو 'اخفاء مع الغنہ' ہوگا جیسے: رَبَّهُمْ بِهِمْ، هُمْ بِهٖ، اور اس کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔

## میم ساکن کے بعد ادغام کب ہوگا؟

میم ساکن کے بعد دوسرا میم آئے تو ادغام مع الغنہ ہوگا۔ جیسے: لَكُمْ مِنْهُ، لَهُمْ مَّا، اَمْ مَّنْ، اسکو ادغام شفوی اور 'ادغام صغیر مثلین' بھی کہتے ہیں۔

## میم کے اخفاء اور نون کے اخفاء میں فرق:

یاد رکھیے 'میم کے اخفاء' اور نون کے اخفاء میں فرق یہ ہے کہ اخفاء والے نون کو تو خیشوم سے اس طرح ادا کرتے ہیں کہ زبان کی نوک تالو سے قریب تر ہوتی ہے، مگر اس سے لگتی نہیں ہے، جبکہ اخفاء والے میم کو خود اس کے مخرج سے ادا کرتے ہیں، یعنی دونوں ہونٹوں کو ملا کر۔ البتہ غنہ دونوں میں ہوتا ہے۔

# تختی نمبر۲۲: 'مدّات'

بنیادی طور پر مد کی دو قسمیں ہیں: ا۔مد اصلی، ۲۔مد فرعی۔

مد اصلی: مد اصلی وہ مد ہے جس میں حروف مدہ (و،ا،ی) کے بعد ہمزہ اور سکون نہ ہو، جیسے: اُوْتِیْنَا، قَالَ، فِیْهِ، رَسُوْلٌ وغیرہ، اس کو مد طبعی اور مد ذاتی بھی کہتے ہیں۔

مد فرعی: وہ مد ہے کہ جو حروف مدّہ یا حروف لین کے بعد سبب مد کی وجہ سے واقع ہو، جیسے: جَآءَ جِآیْءَ، قَدِیْرٌ، قُعُوْدٌ اور اس کو مد زائد بھی کہتے ہیں۔

مد فرعی کے دو اسباب ہیں: ا۔ہمزہ، ۲۔سکون، (خواہ اصلی ہو یا عارضی)۔

سکون اصلی:

وہ سکون ہے کہ کلمہ کی وضع (اصل) ہی سکون پر ہو جو وقف اور وصل دونوں حالتوں میں باقی رہے، جیسے: هَلْ، قَدْ اور اَلْئٰنَ، میں لام کا سکون ہے اور اس کو سکون لازمی بھی کہتے ہیں۔

سکون عارضی:

سکون عارضی اس سکون کو کہتے ہیں جو کسی سبب کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، جیسے: نَسْتَعِیْنُ وقفاً نَسْتَعِیْنْ میں آخری نون کا سکون جو صرف بحالت وقف ہوتا ہے وصل میں نہیں ہوتا، گویا کہ مد اصلی کیلئے تو صرف ایک ہی چیز یعنی محل مد کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے، جبکہ مد فرعی کیلئے دو چیزوں یعنی محل مد اور سبب مد کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔

(معلم التجوید ص ١٦١)

محل مد:

محل مد پانچ ہیں: ۱۔الف مدہ، ۲۔واو مدہ، ۳۔یائے مدہ، ۴۔واو لین، ۵۔یائے لین۔مد اصلی کی کوئی قسم نہیں وہ ایک ہی ہے۔جبکہ مد فرعی کی ۹،اقسام ہیں۔

مد فرعی کی نو ۹،اقسام ہیں:

۱۔مد متصل، ۲۔مد منفصل، ۳۔مد عارض، ۴۔مد لازم حرفی مثقل، ۵۔مد لازم حرفی مخفف ۶۔مد لازم کلمی مثقل، ۷۔مد لازم کلمی مخفف، ۸۔مد لین لازم، ۹۔مد لین عارض۔

مد متصل: وہ مد ہے کہ حروف مدّہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو یعنی حروف مدّہ اور ہمزہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہو، اس کو مد متصل، مد واجب اور مد تمکین بھی کہتے ہیں۔جیسے: جَآءَ، جِآئَ، سُوٓءَ، شَآءَ، سِیۡٓـَٔتُ وغیرہ۔

جِآئَ کا الف پڑھنے میں نہیں آتا اس وجہ سے جوڑ میں اس کا نام بھی نہیں لیں گے۔

مد متصل کتنے الف کے برابر ہو؟

مد متصل کی مقدار مد توسط ہے، یعنی مد متصل کو مد اصلی کے علاوہ ’دو‘یا’اڑھائی‘یا’چار الف‘ کے برابر کھینچ کر پڑھا جائے، ایک الف کی مقدار جائز نہیں۔

(تسهيل القواعد ص ۱۳، و احسن التجويد ص ۷۹)

’نشان مد‘ حرف ہے یا حرکت، اور اسے ٹیڑھا کیوں لکھتے ہیں؟

مد کی شکل نہ حرف ہے نہ حرکت اور نہ ہی سکون، بلکہ یہ حرف کی صفت ہے، جس کو قـرّاء نے حروف مد و لین پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا ہے۔اس کی جگہ کوئی حرف پڑھنے میں تو نہیں آتا۔البتہ مد کی اس شکل سے مدّہ کو دراز کرنے کا کام لیتے ہیں اور اس کو ٹیڑھا اس لیے لکھتے ہیں کہ سیدھا لکھنے کی صورت میں کہیں یہ الف کے مشابہ نہ ہو جائے اور جمع کا تثنیہ سے التباس بھی لازم نہ آئے۔

جَآءَ کا جوڑ:

استاد: جیم الف زبر، بچے: جا، استاد: ھمزہ زبر، بچے: ءَ

استاد: ملائیے، بچے: جَآءَ وَقفًا جَآء،

قاری محمد طاہر رحیمی مدنیؒ سے منقول ہے کہ حضرت قاری فتح محمدؒ جَآءَ کے جوڑ میں مد کا نام نہیں لیتے تھے، وجہ یہ ہے کہ غیر ضروری بات سے اجتناب ہو جائے۔

شیخ التجوید حضرت مولانا قاری حبیب اللہؒ سے بھی یہی منقول ہے کہ مد کی نشانی کا نام نہ لیں۔ کیونکہ جب مد اصلی موجود ہے تو مد فرعی کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے۔

(حبیبی قاعدہ ص۳۴)

حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ فرماتے ہیں کہ مد کے سلسلے میں آپ کی مرضی ہے کہ نام لیں یا نہ لیں، البتہ جب تک سبب مد کا نام نہ لیں اس وقت تک بغیر مد کے پڑھائیں جیسے جَــا کو صرف مد اصلی کے ساتھ پڑھائیں (یعنی ایک الف کے برابر) اور جب ہمزہ پڑھیں تب مد فرعی یعنی مد متصل ادا کریں گے کیونکہ یہ کھینچا ہی اس وقت جائے گا جب اس کے بعد ہمزہ ادا ہو رہا ہے، ورنہ نہیں۔

حضرت مولانا قاری اشفاق الرحمان حفظہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ ہمزہ سے پہلے ہی جوڑ میں بھی کھینچ کر پڑھا جائے گا، وجہ اس کی یہ ہے کہ اصل مقصود رواں پڑھنا ہے، جوڑ تو رواں پڑھنے کا ذریعہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ جوڑ میں جیسے پڑھا جاتا ہے ویسے ہی رواں میں بھی پڑھا جاتا ہے اور ہمزہ کے بعد تو رواں ہی بن جاتا ہے۔

'جاءٔ' کو جوڑ اور رواں میں خوب کھینچنا ہی صحیح ہے:

جوڑ میں 'جآءٔ' کو کھینچ کر پڑھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمزہ کی ادائیگی سے پہلے کھینچ کر (مد کیساتھ) پڑھا ہے اور صحابہ کرام ؓ نے ایسے ہی نقل کیا ہے۔ قاعدہ تو تلاش و تتبع سے نکالا گیا اور ایسے مواقع میں علامت مد لگا دی گئی اب اگر علامتِ مد کا نام نہ لیا جائے تو درست ہے لیکن نفس مد نہ کی جائے تو یہ درست نہیں۔

سچ اور حق تو یہ ہے کہ قرآن ہمارے ضابطوں کا محتاج نہیں بلکہ ضابطے قرآن کے مرہون منت ہیں۔ بہر حال اساتذہ کرام کیلئے بندے کی رائے یہ ہے کہ یہ کوئی عقیدہ کا مسئلہ تو ہے نہیں کہ خواہ مخواہ زور دیا جائے۔

جَآءَ کے ہمزہ کو بحالت وقف بچے یا تو پڑھتے ہی نہیں اور یا پھر نرم ادا کرتے ہیں، جبکہ ہمزہ سختی سے ہی ادا ہوتا ہے، خصوصاً وقف میں خوب تحقیق یعنی جھٹکے سے ادا کرائیں، کیونکہ وقف کی وجہ سے آواز کمزور پڑ جاتی ہے۔

**صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ قرأت میں مد کی اہمیت:**

مد کا بہت لحاظ رکھنا چاہیے اس معاملے میں سستی نہیں کرنی چاہیے، اسی وجہ سے امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب اتقان کے اندر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے ان کے سامنے پڑھا: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ اور مد نہ کیا، حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمیں حضور ﷺ نے اس طرح تو نہیں پڑھایا اس نے کہا کہ کیسے پڑھایا، حضرت ابن مسعودؓ نے پڑھا: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ فقراء پر مد کر کے پڑھا اور فرمایا کہ ہمیں حضور ﷺ نے اس طرح پڑھایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر مد کے اس طریق کے خلاف پڑھنا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا ہے۔

**مد منفصل، یا مد جائز:**

مد منفصل وہ ہے کہ حروف مدّہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے میں ہو، (یعنی حروف مدّہ پہلے کلمے کے آخر میں ہو اور ہمزہ دوسرے کلمے کے شروع میں ہو)، جیسے: بِمَآ اُنْزِلَ، فِیْٓ اَحْسَنِ وغیرہ اور اس کو مد جائز بھی کہتے ہیں۔

**فِیْٓ اَحْسَنِ میں مد کا درست طریقہ**

مد منفصل میں مد دونوں کلموں کے ملنے سے ہی ہوتی ہے۔ اگر پہلے کلمے پر وقف کر دیا جائے تو پھر مد فرعی نہیں ہوگی، بلکہ مد اصلی ہی ہوگی۔ مد منفصل میں مد اصلی کے علاوہ دو یا اڑھائی یا چار

الف کے برابر مد ہوتی ہے، البتہ اس میں قصر بھی جائز ہے فِیۡ اَحۡسَنِ کو بعض بچے فِیۡحُسۡنِ پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

بچوں کو یہ بات سمجھادیں کہ وقف والے حرف سے پہلے اگر حروف مدّہ ہو تو اس کو تین چار گنا کھینچ کر پڑھنا چاہئے۔

یَعۡلَمُوۡنَ کو بعض بچے یَعَلۡمُوۡنَ ، اَنۡذَرۡنَا کو اَنۡذَرۡنَ یا اَنۡذَرۡنَانۡ اور اَنۡزَلۡنَا کو اَنَزَلۡنَا، اور رَفَعۡنَا کو رَفَعَنَا، اور نُطۡفَةٍ کو نُطَفَا، اور شَهۡرٍ کو شَهۡرِ اور بعض تو صرف شَهۡ اور مَحۡفُوۡظٍ کو بعض بچے مَحۡفُوۡزٍ پڑھتے ہیں، جو کہ درست نہیں ہے۔

اساتذہ کرام پڑھاتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہونے پائے ورنہ ایسی غلطیاں متعدی ہو جاتی ہیں، جو کہ دیر تک رہتی ہیں۔ ان اغلاط کی طرف اگر آج توجہ نہ دی گئی تو کل کو اسکی تلافی مشکل ہے، مزید کیا لکھا جائے، اساتذہ خود سمجھدار ہیں۔

**مدعارض:**

مدعارض وہ ہے کہ حروف مدہ کے بعد سکون عارضی ہو یہ سکون بحالت وقف ہی ہوتا ہے، جیسے: نَسۡتَعِيۡنُ وقفاً نَسۡتَعِيۡنۡ میں آخری نون کا سکون اس کو مدعارض وقفی کہتے ہیں۔

**مدعارض وقفی کی مقدار:**

مدعارض وقفی میں مقدار مد طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں، مگر افضل طول ہے، پھر توسط ہے، پھر قصر ہے، اب طول کی مقدار امام عاصمؒ کے قول کے مطابق تین الف ہے، توسط کی مقدار دو الف ہے، قصر کی مقدار صرف ایک الف ہے۔ (تسہیل القواعد ص ۱۲)

**مدلازم:**

مدلازم وہ ہے کہ حروف مدّہ یا حروف لین کے بعد سکون اصلی ہو (یعنی ایسا سکون جو کسی حالت میں بھی حرف سے جدا نہ ہو) جیسے: آلۡئٰنَ میں لام کا سکون۔

مدلازم کی اقسام:

مدلازم کی چار قسمیں ہیں۔

۱. مد لازم حرفی مثقّل، ۲. مد لازم حرفی مخفّف،

۳. مد لازم کلمی مثقّل، ۴. مد لازم کلمی مخفّف.

مدلازم حرفی مثقّل: وہ ہے کہ حروف مقطعات میں حروف مدّہ کے بعد تشدید ہو، جیسے: الٓمٓ میں لام کا مد۔

مد لازم حرفی مخفف: وہ ہے کہ حروف مقطعات میں حروف مدّہ کے بعد محض سکون ہو، یعنی تشدید نہ ہو جیسے قٓ ، نٓ ، صٓ وغیرہ۔

مد لازم کلمی مثقل: وہ ہے کہ حروف مقطعات کے علاوہ کسی کلمہ قرآنیہ میں حروف مدّہ کے بعد تشدید ہو، جیسے حَآجَّكَ، حَآجَّ، دَآبَّةٍ، مُضَآرٍّ لَضَآلُّوْنَ وغیرہ۔

کِلمی کے کاف پر زبر یا زیر؟

لفظ کلمی کا کاف زبر اور زیر دونوں کیساتھ پڑھنا درست ہے، عرف عام میں کاف کے زبر کے ساتھ بولا جاتا ہے، کیونکہ لفظ 'کلمہ' زبر کے ساتھ بولا جاتا ہے۔

وَلَا الضَّآلِّيْنَ، کے جوڑ:

وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں پہلے لام اور ضاد کے درمیان (دو الف اور لام) یہ تینوں پڑھنے میں نہیں آتے اس وجہ سے جوڑ میں اس کا نام بھی نہیں لیں گے۔

'مد اور تشدید' صرف ماہر استاد ہی سکھا سکتا ہے:

مدّات اور تشدید کی ادائیگی کے تلفظ کو تو استاد ہی بتا سکتا ہے۔ (قواعد ہجاء القرآن ص ۱۰۳)

مد لازم کلمی مخفّف: وُہ ہے کہ حروف مقطعات کے علاوہ کسی کلمہ قرآنیہ میں حروف مدّہ کے بعد صرف سکون اصلی ہو تشدید نہ ہو یعنی سکون جزم کی شکل میں ہو،

جیسے: آلْئٰنَ میں لام کا سکون یا جزم ہے۔

مد لین: وہ ہے کہ جس میں حروفِ لین کے بعد سکون ہو جیسے: عَیْنَیْنِ، شَفَتَیْنِ اور خَوْفٌ وغیرہ۔

مد لین کی اقسام:

مد لین کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مد لین لازم، ۲۔ مد لین عارض۔

مد لین لازم وہ ہے کہ حروف مقطعات میں حروف لین کے بعد سکون اصلی ہو، جیسے: عَیْنْ سورۃ مریم اور سورۃ الشوریٰ میں ہے، اس کو مد لازم لین کہتے ہیں۔ پورے قرآن مجید میں مد لازم لین کی یہی دو مثالیں ہیں، ۱۔ کٓہٰیٰعٓصٓ میں عین، ۲۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ میں عین.

مد لین عارض وہ ہے کہ حروف لین کے بعد عارضی سکون ہو جو صرف بحالت وقف ہوتا ہے۔ جیسے: وَالصَّیْفْ اس کو مد عارض لین کہتے ہیں، اور مد عارض لین میں طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں، لیکن قصر افضل ہے، پھر توسط اور پھر طول۔

مدّات کی مقدار:

۱۔ مد اصلی کی مقدار ایک الف ہے۔ ۲۔ مد فرعی کی مقدار ایک الف سے زائد ہوتی ہے۔

۳۔ مد متصل کی مقدار ''دو الف'' اڑھائی الف یا چار الف کے برابر ہوتی ہے۔

۴۔ مد منفصل کی مقدار ''دو الف، اڑھائی الف یا چار الف'' کے برابر ہوتی ہے، البتہ اس میں قصر بھی جائز ہے۔

۵۔ مد لازم کی مقدار تین یا پانچ الف کے برابر مد ہوتی ہے۔

۶۔ مد عارض وقفی اگر حروف مدہ پر ہو تو اس میں طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں، مگر طول بہتر ہے۔

۷۔ مد عارض لین اگر حروف لین پر ہو تو اس میں بھی طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں، مگر قصر بہتر ہے۔

**طول، توسط، قصر کی مقدار:**

**طول:** پانچ یا تین الف کے برابر، **توسط:** تین یا دو الف کے برابر،

**قصر:** ایک الف کے برابر۔

## تختی نمبر۲۳: 'حروف مُقَطَّعَاتْ'

### مقطِعات یامقطَّعات:

اس تختی میں سب سے پہلے درستگی کے ساتھ بچوں کو یہ نام یاد کرائیں کہ، بچو! یہ حروف مُقَطَّعَاتْ ہیں، بعض اساتذہ بھی غلط (حروف مُقَطِّعَاتْ) پڑھتے اور پڑھاتے ہیں جوکہ درست نہیں ہے۔ یعنی 'ط' پر زیر نہیں زبر ہے۔

### مُقَطَّعَاتْ الگ الگ پڑھے جانیوالے:

مُقَطَّعَاتْ کے معنی ہیں۔ جُدا کیے ہوئے یعنی الگ الگ پڑھے جانے والے حروف، کیونکہ ان حروف سے کلمے نہیں بنائے جاتے ،اوران کا تلفظ بھی ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر نہیں کیا جاتا، بلکہ یہ پورے پورے اور جدا جدا پڑھے جاتے ہیں، جیسے تختی نمبر ا میں یہ حروف الگ الگ پڑھے جاتے ہیں، اس لئے ان کو حروف مُقَطَّعَاتْ کہتے ہیں پس الٓمٓ کا تلفظ اَلَمْ نہیں ہوگا، بلکہ اس طرح ہوگا: اَلِفْ لَآمْ مِیْمْ باقی حرفوں کو بھی اسی پر قیاس کرلیں۔

### حروف مُقَطَّعَاتْ زبانی یاد کرنا:

ان حروف مقطعات کو حفظ یاد کرادینا حافظہ کیلئے مفید ہے، بزرگوں کا آزمودہ نسخہ ہے۔

### حروف مُقَطَّعَاتْ میں تشدید ادغام کیلئے ہے:

بچوں کو حروف مُقَطَّعَاتْ پڑھاتے وقت جس جگہ 'مد' آئے یا 'ادغام' کا قاعدہ پایا جائے تو بچوں کو وہاں 'مد اور ادغام' سے پڑھانا ضروری ہے کیوں کہ قرآن کریم میں ان دونوں کی علامتیں لکھی ہوتی ہیں، واضح رہے کہ ان حروف پر 'تشدید' ادغام ہی کی علامت ہے۔

### حروف مُقَطَّعَاتُ کے جوڑ نہیں کرائے جاتے:

ان حروف کے جوڑ نہیں کیے جاتے کیونکہ ان کو ملا کر تو پڑھا نہیں جاتا، بلکہ حروف ہجاء کی طرح الگ الگ ہی پڑھا جاتا ہے، اسی وجہ سے ان حروف کو جزم اور حرکات سے خالی رکھا گیا ہے۔

### حروف مُقَطَّعَاتُ الگ الگ کیوں نہیں لکھتے؟

اگر ان حروف مُقَطَّعَاتُ کو بھی حروف ہجاء کی طرح ایک دوسرے سے جدا جدا رکھا جاتا تو ان حروف سے بھی کلمے بنائے جاتے جیسا کہ حروف ہجاء سے کلمے بنائے جاتے ہیں، اور یہ بات تو یقینی ہے کہ یہ حروف ہجاء نہیں بلکہ حروف مُقَطَّعَاتُ ہیں۔

### حروف مُقَطَّعَاتُ ملا کر لکھنے اور الگ الگ پڑھنے کی وجہ:

حروف مُقَطَّعَاتُ کو ملا کر لکھنے کے باوجود الگ الگ اور پورے پورے اس لئے پڑھے جاتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک حرف مستقل کلمہ ہے اور معنیٰ بھی جدا جدا دیتا ہے، اسی وجہ سے تو ان پر تشدید اور مد کی علامتیں بنی ہوئی ہوتی ہیں، ورنہ اگر الگ الگ نہ پڑھنا ہوتا اور لکھائی کے مطابق صرف ان کے سرے ہی پڑھنے ہوتے تو تشدید اور مد کی علامتیں نہ لکھی جاتیں۔
(قواعد ہجاء القرآن ص ۱۵۱)

### طٰسٓمٓ کیسے پڑھیں؟

طٰسٓمٓ کو پڑھنے میں اکثر بچے غلطی کرتے ہیں، وہ اس طرح کہ سِیْنْ کے بعد میم کو الگ پڑھتے ہیں جبکہ صحیح یہ ہے کہ سِیْـــــنْ کو میم کے ساتھ متصل ادغام مع الغنّۃ سے پڑھائیں البتہ پڑھنے کی ظاہری صورت یہ ہوگی: طَا سِیْمْ مِیْمْ یا لکھنے میں یوں لکھا جاسکتا ہے: طَا سِیْٓ مِیْمْ اور مکمل صورت یہ ہوگی طٰسٓمٓ.

### الٓمّٓ ۝ اللّٰہُ پڑھنے کی صحیح تین صورتیں:

سورۂ آل عمران کے شروع میں الٓمّٓ ۝ اللّٰہُ کے میم کو لفظ اللہ سے ملا کر پڑھا جائے تو میم

کو زبر دے کر اور لفظ اللہ کا ہمزہ گرا کر پڑھنا چاہیے اور اس وقت میم کی یاء میں مد کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔

۱۔ اَلِفْ لَآمْ مِیْمْ ٥ اَللّٰهُ یعنی میم پر وقف کریں اور دوسرے سانس پر اَللّٰهُ پڑھیں۔

۲۔ اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ اللّٰهُ یعنی میم کو اللہ سے ملا کر پڑھیں، صرف لام کا مد کریں اور میم کے زیر میں مد نہ کریں۔ یہ قصر کے ساتھ پڑھنے کی صورت ہے، بشرطیکہ میم مشدد نہ ہو۔

۳۔ اَلِفْ لَآمْ مِیْٓمَ اللّٰهُ یہ مد کے ساتھ پڑھنے کی صورت ہے، بشرطیکہ میم مشدد نہ ہو۔

الٓمّٓ ٥ اَللّٰهُ پڑھنے کی غلط دو صورتیں:

ا۔ اَلِفْ لَآمْ مِیْمَّ اللّٰهُ ، لام اور میم کے زیر دونوں پر مد کریں اور میم مشدد پڑھے، اس میں غلطی یہ ہے کہ دوسری میم پر غنہ اور تشدید آ رہی ہے، جبکہ صحیح یہ ہے کہ دوسری میم میں تشدید اور غنہ کو بالکل ظاہر نہ کیا جائے۔

۲۔ اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ اَللّٰهُ اس میں غلطی یہ ہے کہ ملا کر پڑھ رہے ہیں اور ہمزہ پڑھ رہے ہیں۔ جبکہ صحیح یہ ہے کہ ملا کر پڑھیں تو ہمزہ نہ پڑھیں۔

# تختی نمبر۲۴: ’نون قطنی اور ہمزہ وصلی‘

’نون قطنی‘ لفظوں کو ملانے والا نون:

قطن کے معنیٰ روئی کے آتے ہیں جس طرح روئی سے زخم مل جاتا ہے اسی طرح اس نون کی وجہ سے دو لفظ آپس میں مل جاتے ہیں۔ (قواعد هجاء القرآن ص ۱۱۲)

’نون قطنی‘ روئی والا نون کیوں کہتے ہیں؟

جس طرح دو کپڑوں کے درمیان اوپر نیچے سے ان کی سلائی سے یہ رضائی بن جاتی ہے، اور روئی ان دونوں کپڑوں کے بیچ میں چھپی ہوتی ہے، اسی طرح یہ نون بھی دو حرفوں کے درمیان روئی کے مثل چھپا ہوا ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کو نون قطنی کہتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ کے صحائف قرآن میں نون قطنی نہیں:

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ان کے حکم سے جو قرآن کریم کے صحیفے تحریر کئے گئے تھے ان میں یہ چھوٹا سا نون (جسے نون قطنی کہتے ہیں) نہیں تھا لیکن بعد میں عام لوگوں کی سہولت کی خاطر اسے لکھا جانے لگا۔

قُطُنٌ‘ دھنی ہوئی روئی:

نون قطنی کی وجہ تسمیہ میرے استاذ محترم قاری محمد عاقل صاحب ادام اللہ عمرہ بصحة و سلامة نے بیان فرمائی تھی کہ قُطُنٌ کا معنی ہے دھنی ہوئی روئی اور وقفاً یہ نون بھی دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑ جاتا ہے، اس وجہ سے اس کو نون قطنی کہتے ہیں۔

تنوین، نون قطنی سے کب بدلتی ہے؟

جب دو لفظ آپس میں ملتے ہیں تو تنوین بحالتِ وصل نون قطنی سے بدل جاتی ہے اور وصل کی صورت میں الف پڑھنے میں نہیں آتا۔ جیسے عَادَ اِ الْاُوْلیٰ فَخُوْرَ اِ الَّذِیْ وغیرہ۔

فَخُوْرًا پر وقف کی صورت:

'نون قطنی' کی ان مثالوں کے ساتھ دوسری مثالوں میں بھی عین اس جگہ جہاں چھوٹا سا نون لکھا ہوتا ہے، وقف کی صورت میں تنوین کے ساتھ والا الف پڑھا جائے گا۔ جیسے: فَخُوْرَ اِ الَّذِیْ میں فَخُوْرًا پر وقف کرنے کی صورت میں فَخُوْرَا پڑھا جائے گا۔
(تسہیل القواعد ص ۷۲)

نون قطنی کے بعد والا الف ہر صورت خاموش رہیگا: (؟؟؟)

نون قطنی کے بعد والا الف چونکہ خالی ہے اس وجہ سے نہ اس کا جوڑ میں نام لیں گے اور نہ ہی اسکور واں میں پڑھیں گے۔ البتہ جوڑ میں نون قطنی کا نام لیا جائے گا اور رواں میں بھی پڑھا جائے گا، کیونکہ اس کے نیچے زیر ہے۔

نُوْحُ اِ ابْنَهٗ میں وقف:

بعض اساتذہ نُوْحُ پر وقف کر کے آگے اِ ابْنَهٗ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، یہ غلط ہے۔

ہمزہ وصلی:

تعریف: ہمزہ وصلی وہ ہمزہ ہے جو ابتداء میں باقی رہتا ہے اور درمیان کلام میں گر جاتا ہے، جیسے: اِهْدِنَا کا ہمزہ ہے۔

ہمزہ وصلی کو پڑھنے میں احتیاط:

ہمزہ وصلی اپنے سے پہلے حرف سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں تو گر جاتا ہے اور جب اسی سے ابتداء یا اعادہ کرتے ہیں تو چونکہ اس پر کوئی حرکت لکھی ہوئی نہیں ہوتی اور ساکن سے ابتداء یا اعادہ نہیں ہو سکتا اس لیے ہمزہ کو حرکت دینے کی ضرورت پیش آتی ہے اس بناء

پر ہمزہ وصلی کی حرکت کا معلوم کر لینا ضروری ہے۔

ہمزہ وصلی کہاں کہاں آتا ہے؟

ہمزہ وصلی فعل، مصدر اور اسم تین چیزوں میں آتا ہے۔

ہمزہ وصلی فعل کی ۲ صورتیں:

(۱) اگر ہمزہ وصلی، فعل میں ہو تو فعل کا تیسرا حرف دیکھا جائے گا کہ اس پر کیا حرکت ہے، اگر اس پر ضمہ اصلی ہو تو ہمزہ کو ضمہ دیں گے، جیسے: اُدْخُلُوْا، اُخْرُجُوْا، اُضْطُرَّ، اُضْطُرِرْتُمْ، اُجْتُثَّتْ وغیرہ۔

(۲) اگر فعل کے تیسرے حرف کا ضمہ عارضی ہو اور کسرہ سے بدلا ہوا ہو یا تیسرے حرف پر فتحہ یا کسرہ ہو تو ان تینوں صورتوں میں ہمزہ وصلی کو کسرہ دیں گے جیسے: اِمْشُــوْا، اِتَّقُوْا، اِفْتَحْ، اِضْرِبْ وغیرہ.

ہمزہ وصلی مصدر کی ایک صورت: اگر ہمزہ مصدر میں ہو تو اس پر ہمیشہ کسرہ ہی آتا ہے، جیسے اِنْتِقَامٍ وغیرہ.

ہمزہ وصلی اسم کی ۲ قسمیں:

(۱) ہمزہ وصلی کسی اسم کے شروع میں ہو تو دیکھیں گے کہ لام تعریف کے ساتھ ہے یا بغیر لام کے، اگر لام تعریف کے ساتھ ہو تو اس کو ہر جگہ فتحہ دیں گے، جیسے: اَلْـكِتٰـبُ، اَلْاَرْضُ، اَلْمُفْلِحُوْنَ وغیرہ۔

(۲) ہمزہ وصلی ایسے اسم میں ہو جس میں لام تعریف نہیں تو اس کو ہر حال میں کسرہ دیں گے، ایسے اسم سات (۷) ہیں۔

١۔ اِبْنٌ، ٢۔ اِبْنَتٌ، ٣۔ اِمْرِیءٍ، ٤۔ اِمْرَأَتٌ، ٥۔ اِثْنَيْنِ، ٦۔ اِثْنَتَيْنِ، ٧۔ اِسْمٌ۔ (تسهيل القواعد ص ٥٠)

## بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ کو کیسے پڑھیں؟

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ جوسورۂ حجرات میں ہے اس کے لام کوزیر دے کر پڑھیں اور لام سے پہلے اوراس کے بعدوالے دونوں ہمزہ کو بالکل نہ پڑھیں کیونکہ یہ دونوں ہمزہ وصلی ہیں (اور ہمزہ وصلی درمیان کلام میں گر جاتا ہے) اس وجہ سے یہ دونوں ہمزہ حذف کئے جائیں گے اور لام کوزیراجتماع ساکنین کی وجہ سے دی گئی ہے اگر بِئْسَ کے بغیر اَلِاسْمُ سے ابتدا کی جائے تو لِاسْمُ الْفُسُوْقُ اور اَلِاسْمُ الْفُسُوْقُ دونوں طرح جائز ہے۔

(کذافی تجوید القران ص ۴۷)

# تختی نمبر ۲۵: 'مشق متفرق'

## مَجرِهَا کی 'رِ' کو مجہول کیسے پڑھیں:

حضرت مولانا عبدالرحمٰن مکیؒ فرماتے ہیں کہ مَجرِهَا اصل میں مَجرٰهَا ہے، لیکن چونکہ اس جگہ امالہ ہے اور امالہ میں نہ خالص الف پڑھا جاتا ہے اور نہ خالص فتحہ پڑھا جاتا ہے، اسی طرح خالص 'ی' اور خالص کسرہ بھی نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ فتحہ کسرہ کی طرف اور الف یا کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے گا، جس کی وجہ سے فتحہ کسرہ مجہول کے مثل ہو جائے گا اور اس کے بعد یائے مجہول ہوگی۔ (فوائد مکیہ ص ۸۹)

## مَجرِهَا کی 'را' باریک ہوگی یا موٹی؟

امالہ کی وجہ سے فتحہ کسرہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے یہ 'را' بھی گویا کسرہ کی وجہ سے باریک پڑھی جائے گی۔

## مَجرِهَا کا جوڑ کیسے کریں؟

مَجرِهَا کا جوڑ اس طرح ہوتا ہے: میم جیم زبر مَجْ، رَا امالہ والی رِےٗ مَجرِےٗ، ها الف زبر هَا، مَجرِهَا،

اور اس طرح بھی جوڑ کرا سکتے ہیں: میم جیم زبر مَجْ، را کی زبر امالہ والی رِےٗ مَجرِے، هَا الف زبر هَا مَجرِهَا۔

مَجرِهَا کی 'را' کو سویرے، قطرے اور تمہارے کی 'را' کی طرح پڑھائیں۔

اشمام کے معنی:

کلمے کے آخری حرف کوساکن کرکے اُس کے پیش کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہونٹوں کو گول بنالینا یہ اشمام کہلاتا ہے۔

لَا تَـاْمَنَّـا میں ہمزہ کو خوب تحقیق یعنی جھٹکے سے ادا کرائیں۔ نیز نون مشدّد میں ایک الف کے برابر غنہ کرائیں، اس لفظ میں دو 'نون' ہیں، پہلا مضموم اور دوسرا مفتوح اور شروع میں 'لانافیہ' ہے۔ اس میں نہ محض اظہار جائز ہے، اور نہ محض ادغام، بلکہ ادغام کے ساتھ اشمام ضروری ہے، اور اظہار کے ساتھ روم ضروری ہے۔ البتہ لَا تَاْمَنَّا کے نون میں اشمام اور رَوْمَ دونوں ہوتا ہے، لیکن مُروّج اشمام ہی ہے، یہ لفظ پورے قرآن مجید میں ایک ہی جگہ ہے۔ ادغام کے ساتھ اشمام اس طرح ادا کرائیں کہ میم کے ادا کرنے کے بعد نون کا تلفظ شروع ہوتے ہی غنہ جاری رکھتے ہوئے ہونٹ گول ہو جائیں اور ''نا'' کے تلفظ سے پہلے کھل جائیں۔ اور اظہار کے ساتھ روم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے نون کے پیش کا تہائی حصہ یعنی ناقص پیش ادا کرائیں، جیسے: لَا تَـاْمَـنُـنَـا ان دونوں طریقوں کی عملا ادائیگی ماہر قاری سے سمجھی جائے۔ (نصاب تربیت ص ۵۹)

# ہمزہ کا بیان

ہمزہ قطعی کی تعریف:

ہمزہ قطعی وہ ہمزہ ہے جو ابتدا اور وصل ہر حالت میں باقی رہتا ہے، جیسے: اَلْقِيَا، اَضْطَرُّ۔

ہمزہ کو صفائی سے پڑھنے کی جگہ:

جب دو ہمزہ قطعی جمع ہوں اور متحرک ہوں تو دونوں کو خوب تحقیق اور صفائی سے پڑھنا چاہئے (چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں ہو)، جیسے: ءَاَنْتُمْ، ءَاِنَّا، ءَاُلْقِيَ وغیرہ۔

ہمزہ قطعی کے آٹھ مقامات ہیں:

۱۔ واحد متکلم کا ہمزہ جیسے: اُكَلِّمُ، لَا اُقْسِمُ.

۲۔ باب افعال کا ہمزہ، چاہے مصدر ہو یا ماضی، یا امر، مصدر کی مثال جیسے: ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامْ. ماضی کی مثال جیسے: اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا، امر کی مثال جیسے: اَنْفِقُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۳۔ جمع کا ہمزہ جیسے: نَحْنُ اَوْلِيَآءُكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ.

۴۔ فعل تعجب کا ہمزہ جیسے: مَآ اَكْفَرَهٗ، مَآ اَصْبَرَ هُمْ عَلَى النَّارِ.

۵۔ استفہام کا ہمزہ جیسے: ءَاَنْذَرْتَهُمْ، ءَاَنْتُمْ.

۶۔ اسم تفضیل کا ہمزہ جیسے: اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا.

۷۔ اعلام کا ہمزہ جیسے: آدَمَ، اِبْرَاهِيْمَ.

۸۔ وہ ہمزہ جو مبنی کلمہ کے شروع میں ہو یعنی بناء کا ہمزہ جیسے: اِذْ دَخَلُوْا، اَنَا اَكْثَرُ.

ہمزہ کو نرمی سے پڑھنے کے ۷، مواقع:

چند جگہ دوسرے ہمزہ میں تسہیل ہوتی ہے، تسہیل کے معنی ہیں، آسانی کرنا یعنی ہمزہ کو ذرا نرم کر کے خود ہمزہ اور اس کی حرکت کے مناسب حرف علت کے درمیان ادا کرنا اور یہ تسہیل سات مقامات پر ہوتی ہے۔

٦، جگہوں میں تسہیل 'نرمی سے پڑھنا جائز ہے:

نمبر ۱، ۲ ءَ آلذَّكَرَيْنِ ....سورۃ انعام ع ۱۷ میں دو جگہ ایک ہی سورۃ میں،

نمبر ۳، ۴ آلْئٰنَ ........سورۃ یونس ع ۵ و ع ۹ میں دو جگہ ایک ہی سورۃ میں،

نمبر ۵، ٦ آللّٰهُ ..........سورۃ یونس ع ٦ میں ایک جگہ اور نمل ع ۵ میں ایک جگہ۔

کتنی جگہ ہمزہ کو نرمی سے پڑھنا واجب ہے؟

ایک جگہ ہمزہ کو نرمی سے پڑھنا واجب ہے، اسکی مثال ءَ اَعْجَمِیٌّ (حٰمٓ السجدۃ ع ۵) اس میں دوسرے ہمزہ کی تسہیل یعنی نرمی سے پڑھنا واجب ہے کیونکہ اس میں کوئی اور وجہ جائز نہیں۔ نرمی سے پڑھنے کی یہ صورت مل کر کل ۷، صورتیں ہوئیں۔

اوپر بیان کی گئی چھ جگہوں میں تسہیل جائز ہے، واجب نہیں کیونکہ ان میں دوسری وجہ بھی ہے اور وہ ہمزہ کا الف سے ابدال مدلازم کے ساتھ ہے اور یہی اولیٰ ہے۔

ہمزہ ساکن کو جھٹکا دے کر پڑھیں:

جب ہمزہ ساکن ہو تو اسے کچھ جھٹکا دے کر پڑھنا چاہیے، جیسے: مَـــأْكُـــوْلٍ، مُـؤْصَـدَةٌ، شِئْتُمْ. ورنہ 'ہمزہ' 'الف' یا 'واؤ' یا 'یاء' سے بدل جائے گا جیسا کہ اکثر و بیشتر خیال نہ کرنے سے ایسا ہو جاتا ہے۔

ساکن لفظ کے بعد ہمزہ قوت سے پڑھا جائے:

جب ہمزہ کسی ساکن حرف کے بعد آئے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ساکن کا سکون

بہت جماؤ کے ساتھ ادا ہو (یعنی ہمزہ کا سکون کامل ادا ہو) اور ہمزہ خوب قوت اور سختی کے ساتھ صاف ادا ہو ایسا نہ ہو کہ ہمزہ حذف ہو جائے اور اس کی حرکت نقل ہو کر اپنے سے پہلے حرف پر آ جانے سے ساکن متحرک ہو جائے بلکہ کبھی وہ ساکن مشدد بھی ہو جاتا ہے، جیسے: قَدْ اَفْلَحَ کو بعض بچے قَدَافْلَحَ یا قَدَّ اَفْلَحَ، اور اَلْاِنْسَانُ کو بعض بچے اَلِانُسَانُ یا اَلَّانْسَانُ پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

## ہائے ضمیر کا بیان

ہائے ضمیر وہ چھوٹی 'ہ' ہے۔ جو کسی اسم کے بجائے آئے، (یعنی کلمہ کے آخر میں مثل کاف کے جو ھاء آتی ہے) ہائے ضمیر مضموم بھی ہوتی ہے، جیسے عَنْهُ اور مکسور بھی ہوتی ہے جیسے: فِيْهِ اور ساکن بھی ہوتی ہے، جیسے اَرْجِهْ البتہ مفتوح کبھی بھی نہیں ہوتی۔

جب ہائے ضمیر سے پہلے زیر یا یائے ساکنہ ہو تو ضمیر کو بھی زیر دیا جائے گا۔ زیر کی مثال جیسے بِهٖ اور یائے ساکنہ کی مثال جیسے اِلَيْهِ لیکن چار جگہ قرآن پاک میں اس قاعدے کے خلاف آیا ہے۔

۱۔ وَمَا اَنْسٰنِيْهُ، سورة الكهف، ۲۔ عَلَيْهُ اللّٰهَ، سورة الفتح، ۳۔ اَرْجِهْ، سورة الاعراف سورة الشعراء ۴۔ وَاَلْقِهْ، سورة النمل یہ چار جگہیں اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔

جب ہائے ضمیر سے پہلے زیر اور یائے ساکنہ نہ ہو بلکہ زبر، پیش، الف مدہ، واؤ مدہ یا اور کوئی حرف ساکن ہو تو ہاء ضمیر پر پیش ہوگی، زبر کی مثال جیسے: لَهٗ، پیش کی مثال جیسے: وَامْرَاَتُهٗ، الف مدّہ کی مثال جیسے: اَخَاهُ، واو مدہ کی مثال جیسے: فَعَلُوْهُ، ساکن حرف کی مثال جیسے: مِنْهُ وغیرہ۔

لیکن ایک جگہ قرآن میں اس کیخلاف آیا ہے، وَيَتَّقْهِ یہ بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔
(تسہیل التجوید ص ۵۱، احسن التجوید ص ۹۷)

## سکتہ کا بیان

سکتہ کا معنی ہے، تھوڑی دیر آواز بند کر دینا اور سانس نہ توڑنا۔

امام حفص رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں وصل کی حالت میں چار جگہ سکتہ واجب ہے۔

۱۔ سورۂ کہف.....رکوع ۱ آیت ۱ میں.............. عِوَجًا پر،

۲۔ سورۂ یس......رکوع ۴ آیت ۵۲ میں.............. مِنۢ مَّرۡقَدِنَا پر

۳۔ سورۂ قیمہ.....رکوع ۱ آیت ۲۷ میں.............. وَقِيۡلَ مَنۡ پر

۴۔ سورۂ مطففین..رکوع ۱ آیت ۱۴ میں.............. كَلَّا بَلۡ پر

اور چار جگہ سکتہ جائز ہے۔

۱۔ سورۂ اعراف.... رکوع ۲ آیت ۲۳ میں............ ظَلَمۡنَا اَنۡفُسَنَا پر

۲۔ سورۂ اعراف.... رکوع ۲۳ آیت ۱۸۴ میں.......... اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا پر

۳۔ سورۂ یوسف... رکوع ۳ آیت ۲۹ میں.............. اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا پر

۴۔ سورۂ قصص... رکوع ۳ آیت ۲۳ میں.............. حَتّٰى يُصۡدِرَ الرِّعَآءُ پر

(ان کے علاوہ سورۂ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتہ نہیں)۔

### سکتہ کی صورتیں چار ہیں یا آٹھ؟

پہلے چار سکتے بطریق شاطبی امام حفصؒ سے روایۃً ثابت ہیں اور دوسرے چار سکتے امام حفصؒ سے روایۃً ثابت نہیں ہیں، بلکہ یہ ائمہ وقف سے ثابت ہیں، یعنی جس طرح ائمہ وقف علامہ سجاوندیؒ وغیرہ نے معنی کا لحاظ کر کے آیتوں کے درمیان میں وقف کی علامتیں لکھی ہیں، اسی طرح انہوں نے معنی کا لحاظ کر کے آیتوں کے درمیان میں یہ چار سکتے

لکھے ہیں، لہٰذا یہ چار سکتے امام حفصؒ کی روایت سمجھ کر نہیں کرنے چاہئیں، ورنہ کذب فی الروایۃ لازم آئے گا، البتہ روایت نہ سمجھتے ہوئے یہ سکتے کرنے جائز ہیں۔ لیکن ہمارے پاک و ہند میں صرف وہاں سکتہ کا معمول ہے جو امام حفصؒ سے روایۃً ثابت ہیں، جو کہ صرف چار ہیں، اور ان ہی چار میں ترکِ سکتہ بھی ثابت ہے۔

## سکتہ وقف کے حکم میں کس طرح ہے؟

سکتہ آواز بند ہونے کی وجہ سے وقف کا حکم رکھتا ہے، لہٰذا عِوَجاً پر سکتہ کے وقت تنوین میں اخفاء نہ ہوگا بلکہ تنوین کو الف سے بدل دیا جائیگا، جیسے: عِوَجَا ۜ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ الخ۔

## مَنْ رَاقٍ کا 'ن'، 'را' میں مدغم کیوں نہیں؟

مَنْ رَاقٍ میں یَرْمَلُوْنَ کے قاعدہ کے مطابق نون کا 'راء' میں ادغام ہونا چاہیے مگر ادغام نہیں ہوتا، کیونکہ یہ ادغام دو کلموں کے درمیان وصل کی وجہ سے ہوتا ہے اور سکتہ کرتے وقت آواز بند ہونے کی وجہ سے وصل نہیں ہوتا۔

## بَلْ رَانَ میں ادغام کا کونسا قاعدہ ہے، اور ادغام کیوں نہیں؟

البتہ بَلْ رَانَ میں ادغام کا قاعدہ پایا جاتا ہے کیونکہ 'ل' اور 'را' فراء کے مذہب کے مطابق متجانسین ہیں، اور متجانسین میں جب پہلا حرف ساکن ہو تو ادغام واجب ہوتا ہے مگر اس میں ادغام نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ سکتہ وقف کے حکم میں ہے اور وقف کی حالت میں ادغام نہیں ہوتا۔ متجانسین کا معنی دو حرفوں کا ایک مخرج سے نکلنا۔

## یُصْدِرَ الرِّعَآءُ پر سکتہ دو صورتیں:

یُصْدِرَ الرِّعَآءُ پر سکتہ کرتے وقت ہمزہ ساکن کر دیں گے اور سکتہ چونکہ وقف کا حکم رکھتا ہے، اور وقف روم و اشمام دونوں سے ہوسکتا ہے، بشرطیکہ جس پر وقف کیا جا رہا ہے، اس پر پیش ہو اس لیے یہاں بھی سکتہ کی حالت میں ہمزہ پر روم اور اشمام دونوں جائز ہوگا۔ لیکن یہ اداء بوجہ تکلف مستعمل نہیں۔ پھر اگر اسکان یا اشمام کے ساتھ سکتہ کیا تو اس وقت الرِّعَآءُ

میں سکون عارضی کی وجہ سے طول بھی جائز ہوگا، لیکن قصر جائز نہ ہوگا، اور اگر روم کے ساتھ سکتہ کیا تو صرف توسط ہوگا۔

دو جگہ سکتہ کے بجائے وقف بہتر ہے:

چونکہ مِنۡ مَّرۡقَدِنَا پر وقف لازم ہے اور سورۂ کہف میں عِوَجًا پر بھی آیت ہے، اس لیے ان دونوں جگہوں پر وقف کرنا بمقابلہ سکتہ کے زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے۔

سکتہ میں آواز بند کرنے کا دورانیہ:

سکتہ میں تاخیر اور آواز بند کرنے کے عرصہ کی زیادتی اور کمی اس نکتہ کے موافق ہوگی جو سکتہ میں بیان کیا گیا ہے پس اگر وہ نکتہ زیادہ عرصہ کا مقتضی ہو، تو زیادہ توقف کریں۔

سکتہ میں ہمزہ کی آواز بالکل نہ ہو:

سکتہ کرتے وقت چونکہ آواز کو روکنا پڑتا ہے اس لیے اس وقت اندیشہ ہوتا ہے کہ جھٹکا نہ آجائے اس لیے خیال اور احتیاط ہونی چاہیے کہ سکتہ کرتے وقت 'ہمزہ' کی آواز، بالکل پیدا نہ ہو اسی طرح 'ہا' کی آواز بھی پیدا نہ ہو ورنہ ایک حرف کی زیادتی ہو جانے سے لحن جلی لازم آئے گا جو حرام ہے۔ (تجوید القرآن ص ۶۴)

## ﴿سجود تلاوت کا بیان﴾

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرآن میں چودہ (۱۴)، سجدے ہیں جو چودہ (۱۴) سورتوں میں ہیں۔

پہلا سجدہ: سورۂ اعراف کی آخری آیت اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ تاختم آیت يَسْجُدُوْنَ پر ہے۔

دوسرا سجدہ: سورۂ رعد ع ۲ میں وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ تا ختم آیت وَالْاٰصَالِ پر ہے۔

تیسرا سجدہ: سورۃ النحل ع ۶ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے دوسری آیت يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ کے ختم وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ پر ہے۔

چوتھا سجدہ: سورۂ بنی اسرائیل کے آخری رکوع میں يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا تا وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا پر ہے۔

پانچواں سجدہ: سورۂ مریم ع ۴ میں خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا پر ہے۔

چھٹا سجدہ: سورۂ حج ع ۲ میں اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ سے آیت کے ختم مَا يَشَآءُ پر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق ہے، (لیکن امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۂ حج کے آخر میں یعنی یٰۤاَیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا تا ختم آیات تُفْلِحُوْنَ پر بھی سجدہ ہے)۔ (كذافى عمدة الرعاية لمولانا عبدالحیؒ)

ساتواں سجدہ: سورۂ فرقان ع ۵ میں وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا آیت کے ختم پر ہے۔

**آٹھواں سجدہ:** سورۂ نمل رکوع ۲ میں اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پر ہے بشرطیکہ اَلَّا یَسْجُدُوْا میں اَلَّا کو مشدد پڑھا جائے جیسا کہ اکثر کی قرأت ہے اور اگر اَلَّا کو مشدد نہ پڑھا جائے تو پھر کسائی کی قرأت کے موافق وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ پر ہے۔

**نواں سجدہ:** سورۂ الم السجدہ ع ۲ میں اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ تاختم آیت پر ہے۔

**دسواں سجدہ:** سورۂ صٓ ع ۲ میں قَالَ لَقَدْ ظَلَمَکَ بِسُؤَالِ سے وَخَرَّ رَاکِعًا وَّ اَنَابَ پر ہے۔

**گیارہواں سجدہ:** سورۂ حٰمٓ السجدۃ ع ۵ میں لَا یَسْئَمُوْنَ پر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق ہے اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے، لیکن بعض اصحاب شافعیؒ کے نزدیک ایک وجہ کے مطابق اس سے پہلی آیت اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ پر سجدہ ہے۔

(کذا فی التبیان ص ۷٦ للنوویؒ)

**بارہواں سجدہ:** سورہ النجم کے آخر میں وَاعْبُدُوْا پر ہے۔

**تیرہواں سجدہ:** اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ میں لَا یَسْجُدُوْنَ پر ہے۔

**چودھواں سجدہ:** سورۃ العلق میں وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ پر ہے۔

### بے ارادہ آیت سجدہ سننے سے سجدہ کا وجوب:

سجدہ کی آیت پڑھنے یا سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، سننے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، بشرطیکہ سننے والا جانتا ہو، اس لیے بہتر ہے کہ کلام الٰہی کی تلاوت کرنے والا آیت سجدہ آہستہ پڑھے تاکہ سننے والے پر سجدہ واجب نہ ہو۔

### نامکمل آیت کی تلاوت سے سجدہ لازم ہوگا یا نہیں؟

اس آیت کی تلاوت کی جس سے سجدہ واجب ہو جائے، پوری آیت کی تلاوت کی یا

صرف اس لفظ کی تلاوت کی جس میں سجدہ ہے اور اس کے ساتھ پہلے یا بعد کا کوئی لفظ ملایا تو سجدہ واجب ہوگا۔ (فتاویٰ شامی)

دس نشستوں میں آیت سجدہ کی تلاوت پر ۱۰، سجدے:

ایک جگہ بیٹھ کر کئی بار ایک ہی آیت سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر کئی آیتیں سجدہ کی پڑھیں تو جتنی آیتیں پڑھیں اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔ اور اگر ایک ہی آیت سجدہ کی کئی مرتبہ پڑھی اور ہر مرتبہ جگہ بدلتا رہا تو جتنی جگہیں بدلیں اتنے سجدے واجب ہوں گے۔

سجدہ تلاوت میں تاخیر مکروہ اور...

غیرِ نمازی سجدہ کی آیت پڑھنے یا سننے کے وقت اگر وضو سے نہ ہو تو پھر جس وقت باوضو ہو سجدہ ادا کرلیا جائے، تاخیر مکروہ ہے، اگر عمر بھر میں کبھی نہ ادا کیا تو گنہگار ہوگا۔ جبکہ نماز میں سجدہ تلاوت کو فوراً ادا کرنا واجب ہے، تاخیر کی اجازت نہیں ہے، ورنہ گنہگار ہوگا۔

نماز میں آیت تلاوت پر سجدہ نماز ہی میں ہو:

نماز کی حالت میں اگر سجدہ کی آیت پڑھی تو اسی وقت سجدہ میں جائے پھر باقی قرأت پڑھ کر رکوع کرے، اور اگر فوراً سجدہ نہ کیا بلکہ سجدہ کی آیت کے بعد دو تین آیتیں پڑھ کر سجدہ کیا تب بھی درست ہے، لیکن تاخیر نہ کرنا بہتر ہے، نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز سے باہر سجدہ کیا تو ادا نہ ہوگا۔

رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت سے سجدہ ادا ہوگیا:

اگر سجدہ کی آیت پڑھتے ہی فوراً رکوع کردیا اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی تب بھی سجدہ ادا ہوجائے گا، لیکن اگر نماز باجماعت کی حالت میں ہو تو امام اور مقتدی میں سے ہر ایک کو مستقل طور پر سجدہ تلاوت ادا کرنے کی نیت رکوع میں کرنی پڑے گی اس لیے اس

صورت میں امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اطلاع دے دے، یا رکوع میں سجدہ تلاوت کو ادا کرنے کی نیت نہ کی جائے بلکہ سجدۂ تلاوت کو سجدۂ نماز کی ہیئت میں ہی ادا کیا جائے جس میں مقتدیوں کا سجدہ بھی ادا ہو جائے گا۔ اگرچہ انہوں نے نیت نہ کی ہو۔ نیز ہمیشہ رکوع کی حالت میں سجدہ تلاوت کرنے کے رواج سے اصل طریقۂ سجدہ ہیئت نماز کے ختم اور متروک ہو جانے کا احتمال ہے۔

(بیان سجود التلاوة ماخوذ من ضميمة فوائد مكيه و تجويد القرآن بتغيرٍ)

## 'اہم تعلیمی ہدایات برائے معلمین'

محنت: جب کوئی حرف یا سبق پڑھائیں تو اس قدر محنت سے پڑھائیں کہ یہ سبق آپ پہلی اور آخری دفعہ پڑھا رہے ہیں۔

استعداد: بچوں کی استعداد کے مطابق اتنا سبق پڑھائیں جسے بچے با آسانی یاد کر سکیں، ناظرے کے بچے کی استعداد کے مطابق سبق کا نشان لگا کر بچے کو یاد کرنے کے لئے کہا جائے، روزانہ کا یہی معمول رکھیں۔

پچھلا سبق: جب نیا سبق دینا شروع کریں تو نئے سبق سے پہلے پچھلا سبق ضرور سنیں۔ اگر بچے کو پچھلا سبق یاد ہو تو آگے سبق پڑھائیں ورنہ اسی سبق پر دوبارہ محنت کرائیں، جب تک ایک حرف یا سبق بچوں کو ہر اعتبار سے یاد نہ ہو جائے آگے سبق ہرگز نہ دیں۔

تاریخ: ہر بچے کے ہر سبق پر روزانہ تاریخ ڈالیں خواہ بچے قاعدے والے ہوں، یا ناظرہ والے ہوں یا حفظ والے ہوں اگر کسی بچے کو سبق یاد نہ ہو تو نئی تاریخ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نشاندہی: ہر بچے کی غلطی پر سرخ پنسل سے نشان لگا کر بچے کو غلطی کا احساس ضرور دلائیں کہ یہ نشان آپ کی فلاں غلطی کی وجہ سے لگایا گیا ہے۔

اصلاحِ اغلاط: جب بچہ غلطی کرے تو جس قسم کی اور جس تختی سے متعلق غلطی ہو اسی تختی میں بچے کی اصلاح کریں مثلاً اگر بچہ لفظ فعل میں "عَ" کو نہیں پہچان سکا تو مرکبات کی تختی میں "ع" پر انگلی رکھ کر بچے سے پوچھیں کہ یہ کیا ہے؟ اگر بچہ مرکب حروف

میں "ع" کو پڑھ لے تو پھر بچے سے کہیں کہ جب آپ نے مرکب کی تختی میں "ع" پڑھ لیا تو یہاں پر کیوں نہیں پڑھ رہے یہ بھی تو "عٓ" ہے اس طریقہ سے بچہ کی غلطی کی اصلاح ہو جائیگی ۔ اسی طرح اگر بچہ حرکت کھینچ رہا ہو تو فوراً حرکات کی تختی میں اس بچے سے اس حرف کا رواں پڑھوائیں ۔ مذکورہ بالا طریقہ سے بچہ کی اصلاح کرنے پر بچہ کو احساس ہوگا اور وہ اپنے ذہن پر زور بھی دے گا ۔ جبکہ اس کے برخلاف اگر تختی سے رٹا لگوایا جائے تو بچہ اپنے ذہن پر زور نہیں دے گا اور اس کی تربیت پائیدار نہ ہوگی ۔

رواں پر عبور: بچوں کی عادت ہمیشہ رواں کی ہونی چاہیے اور عبور بھی رواں پر ہی ہو مگر جوڑ کرنا بھی آتا ہو، ، جب قاعدہ کی تمام تختیاں مکمل ہو جائیں تو بچے کی استعداد یہ ہونی چاہیے کہ بچہ قرآن کریم میں ہر جگہ سے رواں پڑھ سکے خواہ اٹک اٹک کر ہی کیوں نہ پڑھے ۔ ناظرہ قرآن کریم پڑھاتے وقت بچوں سے ہی پڑھوائیں ، نہ استاد پڑھے اور نہ ہی بچے کو جوڑ کرنے دیں ۔

انفرادی تعلیم: منظم طریقہ تعلیم تو یہ ہیکہ بچوں کو اجتماعی طور پر پڑھایا جائے ، اور ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی ہونی چاہیے کہ استاد انفرادی طور پر بھی پڑھائیں اور سنیں ، تا کہ ہر بچے کی غلطیوں کی اصلاح ہو سکے ۔

خصوصی توجہ: مشکل حروف کی ادائیگی پر خصوصی توجہ دینے کے ساتھ ساتھ کمزور بچوں کو بھی خصوصی توجہ اور ہمدردی کے ساتھ علیحدہ پڑھائیں اور مستقل مزاجی اور استقامت کے ساتھ ان کے اصلاح کی بھر پور کوشش کریں ۔

امتحان: ہر تختی کے اختتام پر ہر بچے سے قرآن کریم میں سے امتحان لیا جائے اگر بچہ اس تختی کے مطابق امتحان دے سکے تو اگلی تختی شروع کرا دیں ورنہ ابھی پر محنت کرائیں ، قاعدے کے اختتام پر ایک تو قرآن کریم میں سے امتحان لیا جائے ، دوسرے یہ کہ تمام تختیوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے اگر کسی تختی میں کوئی نقص پایا جائے تو اس کی

اصلاح ضرور کی جائے۔ جب بھی کسی بچے سے امتحان لیا جائے تو بچہ بلا تکلّف وہ حرف یا حرکت پڑھ سکے۔ اور بلا تکلُّف سے مراد یہ ہے کہ بچہ خاموش نہ رہے نہ تو ذہن میں جوڑ کرے اور نہ ہی منہ میں جوڑ کرے بلکہ فوراً حرف یا حرکت اور لفظ کو پہچان سکے۔

امتحان کا طریقہ کار: امتحان کے دو طریقے ہیں:

۱۔ استاد جس حرف یا حرکت پر انگلی رکھے بچہ فوراً بتا سکے یا استاد جس متحرک حرف پر انگلی رکھے بچہ فوراً اس حرف کا رواں پڑھ سکے۔

۲۔ استاد بچے سے سوال کرے کہ فلاں حرف یا حرکت کہاں ہے یا فلاں حرکت کس کس حرف پر ہے؟ تو اسوقت بھی بچہ بغیر سوچے جواب دے سکے۔

سبق کی سماعت: طالبعلم سے سبق سو فیصد توجہ سے سنیں، کیوں کہ ابتدائی ایام کی ذرا سی لاپرواہی یا بے توجہی سے بچہ ایسی غلطی میں پڑ سکتا ہے جس کی اصلاح بعد میں مشکل ہوگی۔ اگر کلاس مخلوط ہے تو استاد صاحب حفظ کے طلبہ سے سبق خود سنیں اور پہلے سنیں، پھر ناظرہ کے طلبہ سے سنیں۔

سبقی اور منزل کی مقدار: حفظ کے طلبہ سے سبقی پارہ مکمل اور کم از کم ایک پارہ منزل ضرور سنیں اور یہ اس بچے کے لئے ہے جس کے دس پارے ہو چکے ہوں اور دس سے زیادہ پاروں والے طلبہ سے دو پارے منزل سنیں، تاہم اگر درسگاہ کی مجموعی کارکردگی اوسط ہو اور بچے بھی حفظ کی مقررہ تعداد سے زیادہ ہوں تو طلبہ کی منزل دو پاروں سے کم سننے کی بھی گنجائش ہے لیکن منزل ایک پارے سے کم ہرگز نہ ہو۔

نگرانی: درجہ حفظ والے اساتذہ کرام مغرب تا عشاء ضرور پڑھائیں اور اس وقت کلاس کی بھرپور نگرانی کریں، کیونکہ یہ وقت طلبہ کے سبق حفظ کرنے کے لئے نہایت اہم ہوتا ہے۔

مفید طریقہ: ایک انتہائی مفید طریقہ حفظ اور درسگاہ کو معیاری بنانے کا یہ ہے کہ سبق، سبقی اور منزل سے فراغت کے بعد طلبہ کو کہہ دیا جائے کہ مزید اتنے پاروں کی تیاری کرلیں، تاکہ ان پاروں میں سے امتحان لیا جائے، جب طلبہ ان پاروں کو

دہرالیں تو استادان پاروں میں سے امتحان لیں، اس طرح طلبہ کو امتحان دینے کا تجربہ بھی ہو جائے گا اور طلبہ زیادہ فکر سے منزل یاد کریں گے، یا یہ کہ آخری وقت میں طلبہ کو خاموش کرا کر چند طلبہ سے مختلف جگہ سے سنیں۔

حفاظ کے سبق کا وقت: جہاں تک ممکن ہو حفظ کے طلبہ سے سبق رات ہی کو سنیں یا کم از کم طلبہ سے اس کا اہتمام کروائیں کہ سونے سے قبل ایک دوسرے کو سبق ضرور سنائیں تاکہ آئندہ صبح ابتدائی وقت میں سبق سنانے میں سہولت ہو۔

اخلاقیات: اساتذہ کرام اخلاقیات کے خلاف الفاظ کے استعمال اور مار پیٹ سے گریز کریں اور نہ ہی کوئی ایسا عمل اور حرکت کریں جس سے طلبہ مذاق اڑائیں، غصہ پہ قابو رکھیں، غیر سنجیدہ اور جذباتی رویہ سے اجتناب کیلئے شریعت سے رہنمائی حاصل کریں۔ اور اس وقت خصوصی طور پر اللہ تعالی کی طرف رجوع کریں کیونکہ مظلومیت کے وقت دعا کی قبولیت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

دعا: ... اساتذہ کرام اپنے لئے اور طلبہ کے لئے ہر روز اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کریں بالخصوص کمزور طلبہ کا نام لے لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، اور اسی طرح طلبہ کو بھی ترغیب دیتے رہیں کہ وہ اپنے لئے اور اپنے اساتذہ و ادارہ کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اس لئے کہ اس کی توفیق کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا دن کو محنت کرنا اور رات کو اٹھ کر اپنے رب سے دعا مانگنا یہ ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے۔ اور اس طریقہ کار سے طلبہ میں عاجزی پیدا ہوگی اور اپنے رب سے مانگنا بھی آئے گا اور اس کی برکت سے اللہ تعالی کی رحمت خاصہ نازل ہوگی بلکہ تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ہو جائے گی۔

کتبہٗ
ابوشعیب محمد اصغر خان
معاون ناظم تعلیمات سندھ بالائی
ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن

یکم جمادی الاول یوم الاربعاء ۱۴۳۷ھ بمطابق 10 فروری 2016ء

# کتاب کی خصوصیات
# اکابرین کی نظر میں

رسالہ "اسوۃ المعلمین" مدرسین وطلباء کی رہنمائی میں بہت معاون ہوگا۔

(صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب)

احقر قرآن مجید کی خدمت کرنیوالے حفاظ، قراء، معلمین

اور مدرسین کو اس کتاب سے ضرور استفادہ کی درخواست کرتا ہے۔

(استاذ الحدیث مولانا محمد انور صاحب)

کتاب دیکھ کر موصوف کا ذوق اور ان کی علمی و عملی امنگیں بہت واضح محسوس ہوتی ہیں۔

(استاذ الحدیث مولانا شفیق احمد بستوی قاسمی مدظلہ)

"اسوۃ المعلمین" نہایت عمدہ اور اپنے موضوع پر معلومات کا بہترین خزانہ ہے۔

(شیخ الحدیث مولانا نجم اللہ العباسی صاحب)

مؤلف کے دل میں شعبہ تدریس قرآن کیلئے

کچھ کر گزرنے کی زبردست خواہش موجزن ہے۔

(شفیق الامت استاذ الحدیث مولانا شفیق الرحمن کاشمیری صاحب)

احقر نے یہ رسالہ از اول تا آخر مطالعہ کیا اور اسے قواعد تجوید کے مطابق پایا۔

(قاری رشید احمد اعظمی صاحب)

اس کتاب سے فائدہ اٹھایئے اور بار بار پڑھئے تاکہ اپنا مقام اور مسئولیت کا احساس

اور تعلیم و تربیت میں کوتاہیوں سے اجتناب کی بہتر سے بہتر کوشش کی جاسکے۔

(قاری محمد قاسم صاحب)